تیسرا اضافہ شدہ ایڈیشن

مستورات کی جماعتیں

فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں

مؤلفین

مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

شعبۂ نشر واشاعت

مدرسہ خیر المدارس ٹرسٹ حیدرآباد

نام کتاب : مستورات کی جماعتیں-فقہ وفتاوی کی روشنی میں

مؤلفین : مفتی ابوبکر جابر قاسمی 09885052592

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی 09542235137

صفحات : 80

سنِ طباعت : تیسرا اضافہ شدہ ایڈیشن، اپریل ۲۰۱۴ء م ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

کمپوزنگ : حافظ محمد حسام الدین حنیف، فون: 07386561390

تزئین : قبا گرافکس، حیدرآباد فون: 09704172672

ناشر : مدرسہ خیر المدارس ٹرسٹ حیدرآباد

ملنے کے پتے

- مدرسہ خیر المدارس، بورابنڈہ، حیدرآباد، فون: 23836868 - 040
- دکن ٹریڈرس، پانی کی ٹانکی، مغلپورہ، حیدرآباد، فون:66710230 - 040
- فضل بک ڈپو، جامع مسجد ملے پلی، حیدرآباد، فون:9440039231 - 40 91+
- ہندوستان پیپر ایمپو ریم، مچھلی کمان، حیدرآباد، فون:66714341 - 040
- ہُدٰی بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد، فون:24514892 - 040
- مکتبہ نعیمیہ دیوبند، یوپی، فون:01336-223294
- مکتبہ کلیمیہ، یوسفین ویڈنگ مال، ناملی، حیدرآباد

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم



خواتین اُمت کا کم از کم ایک ثلث (تہائی) حصہ ہیں، ان کا دیندار ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مرد کا ہونا ضروری ہے، مرد کی دینداری گھر کی چوکھٹ تک رہتی ہے، عورتوں میں دین آنے سے ہی گھر میں اور معاملات و معاشرت میں شریعت زندہ ہوتی ہے اولاد بالعموم ماں سے زیادہ متاثر ہوتی ہے، عورتوں کی بے دینی مردوں کے دین کو بھی خطرہ میں ڈال دیتی ہے، عورتیں مردوں کے بالمقابل زیادہ نرم دل اور خدا ترس اور اپنے عقائد و اُصول کی پابند ہوتی ہیں، تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ مسلمان خواتین نے قرآن و حدیث کے حفظ کرنے میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے۔ زہد و عبادت، ایثار و قناعت اور حیاء و عفت کے ساتھ مردوں کا جہاد وشہادت، دعوت و عزیمت میں ساتھ دیا۔ یا الفاظِ قرآنی کی تعبیر میں توبہ، عبادت کے ساتھ ''سائحات'' (مہاجرات) کا بھی عملی نمونہ رہیں۔ (التحریم: ۵) حضرت ابن عباسؓ نے ''سائحات'' کی تفسیر ''مہاجرات'' سے کی ہے۔ (الدرالمنثور، ابن کثیر)

ہر زمانے میں شیطان نے عورت کے پھندے کو استعمال کیا اور اُسے آلۂ کار بنا کر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر کر دیا، اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان عورتوں میں دین کے شعور کو بیدار کرنے کیلئے ان میں دین کی محنت کی جائے، ان میں سادگی و جفاکشی، فکرِ آخرت، دین کے مٹنے کا غم کی وہ روح پھونکی جائے کہ وہ نہ صرف حدودِ شرع میں رہ کر اس فریضۂ احیاءِ دین کو لے کر کھڑی ہوں؛ بلکہ اپنے شوہر، اولاد اور بھائی وغیرہ کی بھی معاون بنی رہے، اس مقصد کے خاطر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے مستورات کے کام کو بھی جاری کیا، اور کام کے دیگر جزئیات کی طرح مستورات کے اس طریقۂ کار پر بھی زمانے کے اکابر سے مہر تصدیق

وتوثیق ثبت کروائی، آج کل بھی مستورات کے کام کے بے پناہ اچھے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں، مشرقی اور مغربی ممالک اور رَشیا وغیرہ جیسے اِلحادزدہ علاقوں میں ان مستورات کی جماعتوں سے پردہ زندہ ہو رہا ہے، ارتدادزدہ دیہاتوں میں بہنیں دوبارہ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔

مستورات کے کام کی کڑی شرطیں ہیں، جومزاجِ شریعت کو سامنے رکھ کر طئے کئے گئے ہیں، اور دن بہ دن اُس میں قیودات والتزامات کا اضافہ ہی کیا جارہا ہے، ان اُصولوں کے مذاکرے نکلنے سے پہلے، پھر نظام الدین میں، پھر جہاں اُن کا رُخ طئے ہوا ہے اس جگہ بار بار کئے جاتے ہیں، بے اُصولی نظر آنے پر پوری جماعت کو فوراً واپس کردیا جاتا ہے، احقر کو پتہ چلا کہ ایک جگہ صرف دستانے نہ پہننے پر علاقہ والوں نے جماعت کو مرکز واپس کردیا۔ ویسے یہ بات مسلم ہے کہ دین و دنیا کے جس شعبہ میں انسان کام کر رہے ہوں، اس میں کچھ نہ کچھ کوتاہیاں ہو ہی جاتی ہیں؛ لیکن الحمدللہ اہل اللہ کو اس پر اطمینان ہے کہ اس کام میں خیر غالب ہے، عجیب بات یہ ہے کہ ناقدین بے اُصولی کے یکّا دُکّا واقعات کو اُچھالتے ہیں مگر عرب وعجم، مشرق ومغرب میں نمودار ہونے والے مثبت انقلابات کی کبھی حرفِ غلط کی طرح ذکر نہیں کرتے، پھر کیسے سمجھا جائے کہ یہ تنقید تعمیری اور مخلصانہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ مستورات کا کام ہی نہیں، بلکہ سارا دعوتی نظام استدلال سے زیادہ عملی شرکت سے سمجھ میں آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اکابر مفتیانِ کرام کی تائید ابتداء ہی سے شامل رہی، بعض حلقوں کی طرف سے اس سلسلہ میں بےاعتمادی اور انتشار کی فضاء ہموار کی جارہی تھی تو مجھے بزرگوں کا اِصرار وحکم ہوا کہ ہماری کتاب ''تبلیغی جماعت اور کتبِ فضائل - حقائق، غلط فہمیاں'' (مطبوعہ اتحاد بک ڈپو، دیوبند) میں سے اس مضمون کو کچھ اضافوں کے ساتھ طبع کیا جائے، تاکہ اُمتِ مسلمہ کا نفع ہوجائے؛ چونکہ اس کتاب پر تقریظ اُسی کے اس مضمون سے بھی متعلق ہے اس لئے یہ رائے ہوئی کہ دونوں تقریظوں کو بھی اس کتابچہ کے ساتھ شامل کرلیا جائے، مفتی محمود الحسن صاحب بلند شہری دامت برکاتہم نے سابقہ تحریر میں ایک فقرہ کا اضافہ فرمایا جو خصوصًا مستورات کے عنوان سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُمت کی اجتماعیت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے......آمین۔

جمعہ، ۲۶؍ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ م یکم؍ اپریل ۲۰۱۱ء **محمد ابوبکر جابر قاسمی**

نگاہِ اوّلین

بے بنیاد الزامات اور فضول تنقید سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات اور اُن کا کلام بھی محفوظ نہیں رہا جبکہ دعوت تو اقدام اور عرض کا نام ہے جس میں دفاع بقدرِ ضرورت ہوتا ہے، اس لئے اکابرینِ امت اپنے طویل تجربہ اور نورِ بصیرت سے ناقدِ مخلص کے تئیں یہی فطری وطیرہ اپنائے رکھا کہ دعوت کے کام میں عملی شرکت اور قریب سے مشاہدہ کا مطالبہ کیا اور ناقدِ مفسد کو اس کے حال پر چھوڑتے ہوئے مقلب القلوب سے اس کی ہدایت وانشراحِ صدر کیلئے دُعا کرتے رہنے کی تعلیم دی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شبہات اور شہوات آدمی کے دین کو تباہ کردیتے ہیں، شہوات کا علاج تو یہ ہے کہ نفس کی تربیت کی جائے اور شبہات کا اِزالہ راسخین فی العلم کی صحبتوں سے کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجرِ مدنیؒ نے تبلیغی جماعت اور کتبِ فضائل پر کئے جانے والے طالبانہ اور معقول اعتراضات کا علمی انداز میں پوری سنجیدگی کے ساتھ مگر عمر اور صحت کے تقاضے سے مختصر جوابات دیئے، آج کل بھی اُسی قسم کے شکوک کارکنانِ دعوت یا قارئینِ فضائلِ اعمال (جن میں سادہ لوح عوام الناس کی کثرت ہے) کے دلوں میں مختلف پروپیگنڈے کے انداز میں پیدا کرکے اُنہیں دین کی عالمگیر نفع بخش ترین، قرآن وسنتِ انبیاء سے اقرب محنت سے بیگانہ کیا جارہا ہے، اِن سے متاثر متلاشیانِ حق کیلئے اپنے اکابر کی ہی منتشر تحریروں یا ان کے اجمال کے تفصیل کتابی شکل میں کی گئی ہے، اس کتاب کے ترتیب دیئے جانے کے دوران عوام وخواص کی طرف سے براہِ راست کئے جانے والے سینکڑوں استفسارات اور مختلف مکاتبِ فکر کے مغالطہ انگیز ہزاروں صفحات پیشِ نظر رہے، مگر

ان کا حوالہ دینے سے مکمل گریز کیا گیا، تاحدِّ امکان کوشش کی گئی کہ تحریر مثبت، مدلل ہو اور خواص کے ساتھ متوسط اُردو داں طبقہ عوام بھی استفادہ کر سکے، اِسی لئے بعضے مرتبہ مضامین کا تکرار یا فنی اصطلاحات کو سہل کرنے کی سعی جا بجا محسوس ہوگی، تاہم اپنے باتوفیق ناظرین سے التجاء ہے کہ اگر وہ اہلِ علم میں سے نہ ہوں تو خلوِ ذہن، سلامتِ فہم اور طلبِ صادق کے جذبہ کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ اپنے اہلِ حق معتمد علماء کی نگرانی میں اِس کتاب کا مطالعہ کریں۔

دوسری اس سے اہم دردمندانہ التماس ہے کہ دعوت کا کام صرف کتابوں سے پورا نہیں سمجھا جا سکتا، دعوت کی حقیقت، قرآن وحدیث واسلافِ امت کے عمیق علم اور نہایت وسیع تجربات اور غیر معمولی محتاط وحساس مصالح پر مبنی اُصول کا سمجھنا بقدرِ عملی شرکت ہوگا، مجاہدہ کے بغیر حقائق کا ادراک مشکل ہے، اس لئے اپنے مراکز اور مسجد بنگلہ والی، حضرت نظام الدینؒ میں حاضری اور کام کو اس کے سرچشمہ سے حاصل کرنا ضروری ہے۔ضروریاتِ زمانہ، تقاضہائے وقت کے اعتبار سے وہاں کے بتائے جانے والے اُصول ہی معیار ہیں۔

مصنّفین کے پیشِ نظر بیشتر ثانوی درجہ کے مراجع رہے ہیں۔اس لئے جن کتابوں سے اِستفادہ کیا گیا اُس کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا۔

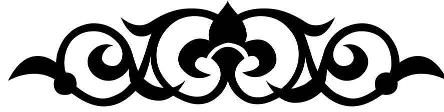
خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے رفیق مفتی رفیع الدین صاحب قاسمی حفظہ اللہ کو جن کا از اوّل تا آخر دیئے گئے بکھرے ہوئے مواد کو جمع وترتیب دینے اور سبھی عربی تحریروں کو میری منشاء وہدایت کے مطابق ترجمہ وتلخیص کرنے اور مسوّدہ کو اِملاء کرنے میں بے حد تعاون رہا اور گاہے بگاہے اُن کے مفید مشورے بھی شاملِ کتاب رہے۔

میں شکرگذار ہوں ہمارے مربی ومرشد، استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم کا کہ حضرت والا نے کتاب کے معتد بہ حصہ کو اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود بعجلت ملاحظہ فرمایا (جن کا بعجلت دیکھنا ہماری دقیق نظر سے بہتر ہے) اور بابرکت تقریظ سے ہمت افزائی فرمائی، نیز میں تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں حضرت مفتیٔ دارالعلوم دیوبند، مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری کا کہ آپ نے مفصل استنادی

تقریظ سے نوازا، اورمیرے رفیقِ تدریس محترم مفتی حسام الدین صاحب (مدرسہ خیرالمدارس، بورابنڈہ، حیدرآباد) اور دیگر مخلص دوستوں کا جنھوں نے مواد کی فراہمی تصحیح ونظرثانی میں کافی مدد کی- فجز اہم اللہ منا اُحسن الجزاء۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
وتب علينا انك انت التواب الرحيم.

محمدابوبکرجابرقاسمی
۱۰/رجب المرجب۱۴۳۰ھ م ۴/جولائی۲۰۰۹ء
یوسف گوڑہ، حیدرآباد، اے۔پی۔





حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

امیرِ ملت اسلامیہ، آندھرا پردیش

دعوت وتبلیغ سے معروف دینی محنت اوراس کے مبارک آثار آج دنیا کے چپے چپے میں الحمدللہ نمایاں طور پر محسوس کیئے جارہے ہیں، ایک ایسی محنت جوصورت میں بڑی سادی، نام ونمود سے عاری، اُصول میں بڑی سہل ہونے کے باوجود قوتِ تاثیر میں دنیا میں پائی جانے والی دیگر تحریکات کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مؤثر پائی جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لاکھوں دین سے غافل قلوب دینِ حق کی طرف متوجہ ہوئے، سینکڑوں چرچ مساجد میں تبدیل ہوگئے، بے شمار غیر آباد مساجد کو مصلی، مدارس کو طلبہ، ربانی خانقاہوں کو سالکین اور مختلف میدانوں میں کارہائے دین انجام دینے والے معاونین ملے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسا تغیر تھا جو بہتوں سے دیکھا نہ گیا، نتیجتاً مختلف مکاتبِ فکر کی جانب سے مخالفتوں کا سلسلہ شروع ہوا، جن میں اس مخالفت کے پیچھے تو کچھ ایسے ہوں گے جو غلط فہمی کا شکار تھے، بعض کم علمی کی سبب، بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کے اغراض متأثر ہوتے ہوں گے۔

بہر حال جب یہ سلسلۂ مخالفت مختلف زایوں سے ہونے لگا تو اس کے ذمہ داران کی جانب سے غلط فہمیوں کو زائل کرنے، شبہات کے دفعیہ، اعتراضات کے جوابات پر بعض مختصر اور بعض مبسوط کتابیں لکھی گئیں، اگر چہ اس جماعت کے طریقۂ کار میں معترضین کے جوابات

میں مشغول ہونے کے بجائے اپنے کام میں مثبت طریقے سے لگے رہنا ہے۔ پھر بھی بعض اہل علم نے اتمامِ حجت کیلئے لکھا ہے۔

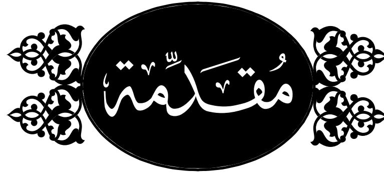
جیسے ''تبلیغی جماعت پراعتراضات کے جوابات''، ''فضائل اعمال پراعتراضات کے جوابات'' شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمۃ ''القول البلیغ فی جماعة التبلیغ'' شیخ ابوبکر جابرالجزائری، ''تحقیق المقال'' شیخ لطیف الرحمٰن بہرائچی، وغیرہ وغیرہ۔ جن میں بعض مختصر اور بعض مبسوط ہیں، بعض صرف متعینہ اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہیں، بعض بحیثیتِ مجموعی اجمالی جواب پر مشتمل ہیں اور ہر ایک اپنی جگہ قابلِ قدر اور بہت مفید ہیں۔

لیکن زیرِ نظر کتاب میں مولانا مفتی محمد ابوبکر قاسمی سلمہ اور مولانا مفتی رفیع الدین قاسمی نے غالبًا اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دفعِ اشکالات کا اہتمام فرمایا ہے، خواہ وہ اشکالات واعتراضات جماعت سے متعلق ہوں یا اس کے طریقۂ کار سے یا فضائل اعمال کتاب اور اس کے مندرجات سے، تمام ہی امور کا احاطہ کرتے ہوئے پہلے نفسِ مسئلہ پر بھرپور روشنی ڈالنے کے بعد پھر اعتراضات کا جائزہ اور جوابات کو سپردِ قلم فرمایا ہے، جس کو احقر بوجہِ کثرتِ مشاغل بالاستیعاب نہ دیکھ سکا، البتہ اس کا معتد بہ حصہ کا بعجلت مطالعہ کیا ہے۔

دونوں نوعمر مفتیانِ کرام فاضلِ دیوبند ہیں اور اس سے قبل کچھ علمی شہ پارے اور بعض کتب کے کامیاب ترجمے کر چکے ہیں، اور اب یہ اس قدر عمدہ کتاب گراں قدر تحقیقات پر ترتیب دی ہے، سو سے زائد کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے (جو قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ، تصوف، تاریخ، سوانح وغیرہ پر مشتمل ہیں) خوب علمی مواد جمع فرمایا ہے، یقیناً یہ ان کی غیر معمولی محنت کا نتیجہ ہے اور صلاحیت واستعداد اور فکر بلندی کے اعتبار سے دادِ تحسین کا مستحق ہے۔

امید ہے کہ غیر متعصب اَذہان کیلئے یہ کتاب باعثِ اطمینان اور غلط فہمیوں کے ازالہ میں معاون ثابت ہوگی، اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کرے گی، بڑی تعداد میں اہلِ علم وتبلیغ دونوں کو بالخصوص اور عمومًا سب کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے۔



حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب بلند شہری مدظلہ
استاذ دار العلوم دیوبند

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا بنی بعدہ

منتظر نظارے ہیں چشم خمار آلود کھول
اُٹھ کلیدِ فتح بن- قفل درِ مقصود کھول

حضرت سید الاوّلین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری پر تمام عالم جگمگا اُٹھے، آپ ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کے اہم مقاصد میں سے تلاوتِ کتاب، تعلیمِ کتاب وحکمت اور تزکیۂ باطن ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دیگر امانات کے مثل صفاتِ حمیدہ، اخلاقِ نبویہ اور کتاب وسنت کو سینہ سے لگایا تو کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
جو نہ تھے خود راہ پر اَوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

اس کے بعد ہر دور میں اکابر واعاظم اپنے زمانہ کے حالات ملحوظ رکھ کر مناسب وسائل اختیار کرتے ہوئے امت کی آبیاری فرماتے رہے، کتاب وسنت کی طرف حکمت وبصیرت سے بلاتے رہے جس کے نتیجہ میں بے شمار افراد اخلاقِ فاضلہ (صبر، شکر، توکل، قناعت، سخاوت، صدق واخلاص وغیرہ) سے مالا مال ہو کر کامیاب ہوئے اور بہت بڑی خلقِ خدا ان کی رہنمائی سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئی اور تا قیامت انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ

اسی سلسلۃ الذہب میں حضرت اقدس الحاج مولانا محمد الیاس صاحبؒ کاندھلوی ثم الدہلوی کا نامِ نامی بھی ہے حضرت کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں، مسلمانوں کی تباہی اور روز افزوں بربادی کو دیکھ کر حضرت قدس سرّہٗ کا قلبِ اطہر تڑپ اُٹھا، نبض پر ہاتھ رکھ کر مرض کی صحیح تشخیص فرمائی اور ہلاکت خیز طوفانوں سے امت کو بچانے کیلئے زندگی قربان کردی اور جماعتی انداز پر جس کام کو شروع فرمایا، اپنے زمانہ کے اکابر اہلِ معرفت اہلِ سنت اہلِ علم اہلِ فضل وکمال سے اس کی صحت وصداقت، مقبولیت وحقانیت کو تسلیم کرالیا۔

جماعتِ تبلیغ

آج الحمد للہ پوری دنیا میں اس جماعت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے بے شمار مخلصین اپنا مال، اپنا وقت اپنی جان لگا کر محنت ومشقت برداشت کررہے ہیں اخلاقِ رذیلہ (حرص، حسد، حقد، کذب، حبِ جاہ، حبِ مال وغیرہ) سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خاطر انتھک کوشش میں مصروف ہیں، اپنے اندر دینی پختگی پیدا کرنے کی خاطر چھ باتوں پر عمل کرتے اور عملی مشق کی نیت سے دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور وہ چھ باتیں قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہیں جن میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل ملاحظہ کرنا ہو تو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی کتاب ''مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت'' اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ کی کتاب ''ملفوظات

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ‘‘ کا مطالعہ کریں۔

نصاب

جماعتِ تبلیغ میں فضائل اعمال، منتخب احادیث، حیاۃ الصحابہ مقرر ہیں امت کے علماء وصلحاء کے درمیان یہ کتابیں بے حد مقبول ہیں، طباعت سے قبل ثقہ علماءِ کبار نے بھی دلائل کی کسوٹی پر ان کو پرکھ لیا ہے بالغ نظر علماء کرام کو تو ان کتابوں پر اشکال واعتراض نہیں البتہ اس کے باوجود کچھ لوگوں کی جانب سے اشکالات ہوتے رہتے ہیں مثلاً فضائل اعمال سے متعلق خود حضرت شیخ الحدیث (مصنفؒ) رقمطراز ہیں: ’’اس ناکارہ (حضرت شیخ الحدیثؒ) نے اس میں (کتبِ فضائل کی تصنیف واشاعت میں) صرف اپنی رائے پر مدار نہ رکھا تھا بلکہ متعدد اہل علم بالخصوص حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ (مظاہر علوم سہارنپور) اور حضرت قاری سعید احمد صاحب مفتیٔ (اعظم) مدرسہ مظاہر علوم یعنی والدِ ماجد حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے حرفاً حرفاً اوّلاً نظر ثانی کرائی تھی اور جن چیزوں پر ان میں سے کسی نے بھی گرفت کی ان کو قلم زد کر دیا تھا اسی بناء پر ان میں سے ہر رسالہ میں تقریباً ایک ربع یا ایک خمس کے قریب اصل مسودہ سے کم ہے۔ (کتبِ فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات، ص:۴۴، مصنفہ حضرت شیخ الحدیثؒ)

حالاتِ زمانہ

آج کے پرُفتن دور میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اپنی اغراض کا سکہ جمانے کی خاطر دَجل وفریب سے کام لینا خوبی کا کام سمجھا جانے لگا ہے خود رائی کی وباء عام ہو چکی ہے اعجاب کل ذی رأی برأیه (علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ ہر شخص اپنی رائے اور سمجھ کو سب سے اعلیٰ وبالا سمجھنے لگے گا) کا ظہور علی الوجہ الاتم ہو رہا ہے، اکابر امت کے حق میں ہفوات بکنا اور عام مسلمانوں سے اس پر دادِ تحسین حاصل کرنا خود رو محققین کی عادت بن چکی ہے اس طرح کے لوگوں کی طرف سے عامۃً جماعتِ تبلیغ نیز کتب فضائل وغیرہ پر

اشکالات ہوتے رہتے ہیں علماءِ امت حسبِ موقع مختصر و مفصل جوابات دیتے رہے ہیں۔

کتاب ہٰذا

ضرورت تھی کہ آج کل جو اشکالات کئے جاتے ہیں ان کے مفصل جواب پر مشتمل کوئی کتاب ہوتی، اس ضرورت کو الحمدللہ مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی اور مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی مدظلہما نے پورا کردیا، ماشاء اللہ مدلل اور عمدہ انداز پر اشکالات کا دفعیہ کیا ہے جیسا کہ ناظرین کتاب پر مخفی نہ رہے گا۔اور ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' کا مصداق انشاء اللہ کتاب کو پائیں گے۔ احقر نے مسودۂ کتاب کو کئی مقامات سے بغور دیکھا۔ مدلل ومبرہن مباحث کو دیکھ کر خوشی ہوئی جزاہما اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء.

چونکہ مستورات کے سامنے نزاکت بہت ہے؛ اس لئے اکابر علماءِ تبلیغ کی طرف سے ایسے شرائط واصول مقرر کر دیئے گئے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق ہیں، ان کی پابندی کے ساتھ مستورات کے کام سے بے شمار فوائد مشاہد ہیں، فقہ، اکابرِ اہلِ فتویٰ کے لائقِ اعتماد فتاویٰ کی روشنی میں جواز؛ بلکہ استحسان پر بھی کتاب میں عمدہ اور مدلل بحث ہے۔

(تحریراً : ۲۱؍ربیع الأول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۵؍فروری ۲۰۱۱ء، یوم الجمعہ)

ضروری عرض

جماعت میں نکلنے والے افراد عامۃً بے پڑھے لکھے مسلمان ہوتے ہیں ان سے غلطی اور کوتاہی کا ہونا کچھ مستبعد نہیں ہوتا، حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ ارشاد فرماتے ہیں :

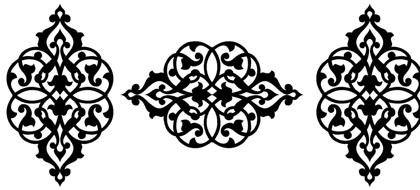
> ''یہ کام (جماعتِ تبلیغ) بہت عمومی حیثیت رکھتا ہے، ہر قسم کے آدمی اس میں آتے اور کام کرتے ہیں اور ہر ایک کی اصلاح اس کے حوصلہ کے موافق ہوتی ہے، اس لئے بے علم اور باعلم، ذہین اور غبی نئے اور پرانے، تجربہ کار اور بے تجربہ، متقی اور غیر متقی، ذاکر اور غافل، نستعلیق اور شکستہ، شہری اور دیہاتی، شستہ زبان اور اکھڑ

سب کوتنقید کرتے وقت ایک معیار پر جانچنا اور ایک وزن سے تولنا صحیح نہیں بلکہ اصولاً غلط ہے، کسی سے اگر کوتاہی ہوجائے تو اس کو اصول نہیں قرار دیا جاسکتا، بلکہ اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائے گا-اھ" (فتاویٰ محمودیہ:۱/۴۵۱،مطبوعہ میرٹھ)۔

والحمدللّٰہ اولا واخرا ظاھرا وباطنا والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدنا محمد المصطفی وآلہ المجتبٰی واصحابہ وازواجہ والذین اتبعوھم باحسان فی الھدیٰ.

ھٰذا ما کتبہ احقر الزمن

العبدمحمود حسن بلندشہری غفرلہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ
۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/جولائی ۲۰۰۹ء ، یوم الجمعہ



مستورات کا کام

فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں

اہمیت وافادیت

عورت کی تعلیم وتربیت، اس کو دین واخلاق سے سنوارنا، اس کو دینی معلومات بہم پہنچانا، اس میں آخرت کا شوق، اعمالِ صالحہ پر آمادگی اور خوفِ خداوندی اور خشیتِ الٰہی کا پیدا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ یہ چیزیں ایک مرد کے لئے ضروری باور کی جاتی ہیں۔ چونکہ عورت بھی انسانی معاشرہ کا نصف حصہ ہے، اس کے بھی رہن سہن، عادات واطوار اور طور وطریق کا براہِ راست اثر معاشرہ پر ہوتا ہے؛ بلکہ سماج اور معاشرہ کی تشکیل وتعمیر میں عورت کا کردار بمقابلۂ مرد کے زیادہ ہی ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ انسانی نسل کی خشتِ اوّل اور اس کی بنیاد ہی عورت سے پڑتی ہے، چونکہ بچوں، بچیوں کا لڑکپن ماں باپ کے زیرِ سایہ اور ان کی گود میں گذرتا ہے، ماں جس قدر اخلاق وعادات اور بہترین کردار کی حامل ہوگی اس کا اثر اولاد پر ہوگا، اس کے بالمقابل اگر ماں بداخلاق، بے کردار یا بدچلن ہو تو اس کے گود سے تیار ہونے والی انسانی کھیپ بھی انہیں بدخصلتوں کی حامل ہوگی جو آئندہ چل کر معاشرہ کے بگاڑ وخراب اور اس کے لئے اخلاقی بحران کا باعث ہوگی، اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آج جس قدر بھی برائی، منکرات کا شیوع، دین وایمان سے دوری، غیر ضروری رسوم ورواج کا چلن اور صرف دنیاداری کے لئے جو دوڑ دھوپ ہے اس میں بڑا دخل گھر کی عورتوں کی بے دینی کا

نتیجہ ہے، اگر گھر کی عورت اعمال واخلاق کی حامل ہوگی اور اس میں دین وآخرت کا شوق ہوگا تو اس کا اثر تمام اہلِ خانہ پر ہوگا اور گھر میں دینی فضاء اور ماحول بپا ہوگا، رسوم ورواج کا چلن کم ہوگا، تھوڑی سی دنیا پر صبر وشکر کے ساتھ کام چلے گا، اگر عورت بے دین رہے گی تو آدمی گھر کے باہر کس قدر بھی دیندار کیوں نہ ہوگا، گھر کا ماحول اور اس کے مسائل اور اس کے مشکلات اسے بے دینی کی طرف لے جائیں گے، الغرض یہ کہ عورت کی دینداری کا اثر پورے گھر، ماحول اور معاشرہ پر ہوتا ہے؛ اس لئے اُسے دیندار بنانا اور اس کے لئے مناسب ذرائع اور وسائل کا اختیار کرنا کہ اس کی وجہ سے عورتوں میں دینداری آئے یہ مردوں کی ذمہ داری ہے۔

عورت دین کیسے سیکھے؟

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت اور ان میں دینداری پیدا کرنا کس قدر ضروری ہے، لیکن چونکہ اس کی طبعی اور صنفی نزاکتوں کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے کھلے عام حصولِ علم کی چھوٹ نہ دی جائے کہ جس طریق سے بھی چاہے علومِ دینیہ حاصل کرلے، اس طرح سے تو بجائے نفع اور دینداری کے حصول کے نقصان اور بدکاری ہی کی راہیں کھلیں گی، جس کا صاف مشاہدہ ہم موجودہ دور کے عصری مخلوط ماحول میں زیرِ تعلیم لڑکیوں اور عورتوں میں کررہے ہیں، بلکہ ہمیں اس حوالہ سے شریعت کے تمام حدود وقیود کی پابندی اور التزام کرنا ہے تاکہ عورت کے لئے دینی تعلیم کے حصول کی بھی راہیں ہموار ہوں اور اس کی طبعی اور صنفی نزاکتوں کا بھی پورا پورا لحاظ ہوسکے اور اس کی نسوانیت پر بھی کسی طرح کی آنچ نہ آئے، عورت کی نسوانیت کے تحفظ کا سب سے بڑا ذریعہ پردہ ہے، یہ عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے بڑا حصار ہے، اس لئے شریعت نے بھی عورت کے لئے پردہ کی بڑی تاکید کی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا: "وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى" (۱) (کہ وہ اپنے گھر کو لازم پکڑے رہیں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح بن سنور کر نہ نکلیں) اس لئے اصل تو

---

(۱) الاحزاب : ۳۳

یہی ہے کہ عورت گھر کی چار دیواری میں رہے؛ البتہ اس سے مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں، یعنی بوقتِ ضرورت وحاجت عورت گھر سے باہر جاسکتی ہے، لیکن چادر اور برقعہ کی پوری پابندی اوراس موقع سے مکمل شرعی ہدایات کے ساتھ، اب ظاہر ہے کہ علمِ دین حاصل کرنا میدانِ دعوت میں مردوں کا معاون بننا بھی عورت کی ایک ضرورت وحاجت ہے بلکہ یہ دیگر فانی ضروریات کے مقابلہ میں نہایت اشدضرورت ہے؛ لہٰذا اس ضرورت کی تکمیل کے لئے پوری شرعی نزاکتوں اور پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے عورت دین سیکھنے کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ دورِرسالت ﷺ میں بھی اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

خواتین کا دورِ رسالت میں مَردوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں نکلنا

خواتین کا دورِرسالت میں پردہ کے حوالہ سے تمام شرعی پابندیوں اور حدودوقیود کا لحاظ کرتے ہوئے جنگوں میں شرکت اور وہاں زخمیوں کے علاج ومعالجہ کے کام پر مامور ہونا اس کا بکثرت ذکر روایات میں ملتا ہے۔ہم یہاں چندروایات کا ذکر کرتے ہیں :

❁ غزوۂ بنی مصطلق میں حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضورِاکرم ﷺ کے ساتھ تھیں، جبکہ پردہ کی آیتیں بھی نازل ہوچکی تھیں، جس کا واقعہ مشہور ومعروف ہے، اس واقعہ میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی اور تیمّم کے آیات کا نزول ہوا تھا۔(۱)

❁ امام بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بنتِ ملحان ؓ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے۔ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ کو کسی بات پر ہنسی آگئی، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میری اُمت کے لوگ اللہ کے راستے میں سبز سمندر پر سواری کریں گے، ان کی مثال اُن بادشاہوں کی سی ہوگی جو مسہریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں۔آپ نے فرمایا: اے اللہ اس کو بھی اُن میں شامل فرمائیے، پھر آپ ﷺ دوبارہ ہنسی

(۱) بخاری : کتاب المغازی، باب حدیث الافک: حدیث:۳۹۱۰

آ گئی، انہوں نے گذشتہ کی طرح سوال کیا تو آپ ﷺ نے ویسے ہی جواب مرحمت فرمایا، انہوں نے کہا: اللہ سے دعا فرمائیے کہ میں بھی ان میں شامل رہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم پہلے لوگوں میں شامل رہوگی نہ کہ بعد کے لوگوں میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا، پھر وہ فاختہ بنت قرظہ (اہلیہ معاویہ بن سفیانؓ) کے ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہوگئیں، واپسی میں وہ اپنے جانور پر سوار تھیں کہ اس کے بدکنے کی وجہ سے گر کر وفات پا گئیں۔(۱)

اس روایت سے بھی صاف طور پر عورت کے جہاد فی سبیل اللہ اور جنگوں میں محارم کے ساتھ شرکت کا ثبوت ملتا ہے، جبکہ جہاد ان کے لئے نہ فرض ہے نہ واجب۔

اِن درج ذیل روایات میں عورتوں کی جنگوں میں شرکت اور علاج ومعالجہ اور زخمیوں کو پانی پلانے کا تذکرہ ملتا ہے :

❁ أخرج الطبرانی عن أم سليم رضی الله عنها قالت: كان النبی ﷺ يغرومعه نسوة من الأنصار، فتسقی المرضٰی، وتداوي الجرحٰی (۲)

طبرانی نے ام سلیمؓ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ انصار کی عورتیں غزوات میں شریک ہوتی تھیں۔ بیماروں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی دوادارو کرتی تھیں۔

❁ عن أنسٍ قال: كان رسول الله ﷺ : يغرو بأمّ سُليمؓ ونسوة معها من الأنصار يسقين الماء ويداوين الجرحٰی(۳)

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ اُمِّ سلیمؓ اور دیگر انصاری صحابیات رضی اللہ عنہن کو غزوات میں اپنے ہمراہ کر لیتے وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا

---

(۱) بخاری :كتاب الجهاد، باب غزوة المرأة فی البحر : حديث:۲۷۲۲

(۲) المعجم الكبير للطبرانی : حمنة بنت جحش تكنی أم حبيبة ، حديث:۲۰۵۷۰

(۳) مسلم كتاب الجهاد، باب غزوة النساء مع الرجال:حديث:۱۸۱۰

علاج ومعالجہ کرتیں۔

❁ بخاری کی روایت کے مطابق حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا اور امِ سلمہ کا غزوۂ احد کے موقع سے پانی کی مشکیں بھر بھر کرلانے کا ذکرملتا ہے۔(۱) اور ایک روایت میں حضور ﷺ کا قرعہ اندازی کے ازواج ؓ کو لے جانے کا ذکر ہے اور یہ پردہ نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔(۲) بلکہ بعض روایات میں تو عورتوں کا نہایت دشوارکن اور کٹھن مواقع سے کفار سے قتال کا بھی ذکر ملتا ہے۔

❁ ''اُم عمارۃ رضی اللہ عنہا'' نے غزوۂ اُحد کے موقع سے جب ابتدائی مرحلہ میں مسلمان شکست سے دوچار ہوگئے تھے اور دشمنانِ اسلام حضور ﷺ کے قتل کے درپے ہوگئے تھے، دیگر اصحاب نبی ﷺ کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ پر کفار کی تیروں کی بوچھاڑ کو روکنے اور ان کے دفاع کرنے میں یہ بھی موجود تھیں، اس دوران ان کے کاندھے پر ایک زخم بھی آیا تھا۔(۳)

❁ حضرتِ صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپی تھیں یہ غزوۂ خندق کے موقع سے دیگر مسلمان عورتوں کے ساتھ قلعہ بند تھیں۔ حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے، اِسی دوران ایک یہودی قلعہ کا جائزہ لینے کے لئے آیا۔ اس کے عزائم درست نہیں تھے، اوّلاً تو انہوں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اِس یہودی کو جو جاسوسی کے لئے آیا ہے قتل کردیں، جب اُنہوں نے اس کام کے لئے آمادگی ظاہر نہیں کی تو وہ خود ایک بھاری پتھر لے کر قلعہ سے نیچے اتر آئیں اور اس یہودی کو مار کر قتل کردیا۔(۴)

اس طرح کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیات ؓ نے دورِ رسالت ﷺ میں پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے جنگوں میں شرکت کی ہے جبکہ جہاد عورتوں کے لئے فرض نہیں، اسی سے استدلال کرتے ہوئے حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب ؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبد الحق

---

(۱) بخاری: كتاب الجهاد ، باب غزوة النساء وقتالهن مع الرجال : حدیث:۲۸۸۰
(۲) بخاری : كتاب المغازی،حديث الافك،حدیث:۳۹۱۰
(۳) البداية : فيما لقى النبى :۳۴/۴،مكتبة المعارف بيروت
(۴) البداية : مقتل مسيلمة كذاب : ۳۵۳/۶

صاحبؒ جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اَکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پاکستان نے فتاویٰ حقانیہ جلد۲، صفحہ۴۳۹ پر ان واقعات کے ذریعہ عورتوں کے جماعت میں نکلنے پر استدلال کیا ہے۔(۱)

عورتوں کے لئے حصولِ علم کی اہمیت

اور دورِ رسالت ﷺ میں اس کا طریقۂ کار

بقدرِ ضرورت عورت کے لئے علم کا حصول کہ جس سے وہ حلال وحرام کی تمیز کر سکے، عبادات کو درست طریقہ پر ادا کر سکے ضروری ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

ہر مسلمان (مرد وعورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔(۲)

ایک موقع سے حضورِ اکرم ﷺ نے عورت خصوصاً باندی کی تعلیم وتربیت کی تاکید یوں فرمائی ہے :

- ''تین شخص ہیں جن کے لئے دوگنا ثواب ہے: تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ اس سے صحبت کرتا ہو۔ وہ اس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم دے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا''۔(۳)

---

(۱) تفصیل کے لئے حیاۃ الصحابہ: ۱/۷۳۷-۷۵۶ ملاحظہ ہو

(۲) ابن ماجۃ : باب فضل العماء والحث علی طلب العلم، حدیث:۲۲۴، مجمع الزوائد میں ہے: اس کی سند ضعیف ہے، حفص بن سلیمان کی وجہ سے، سیوطی کہتے ہیں کہ: شیخ محی الدین النووی سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ: یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور معنی کے اعتبار سے صحیح ہے، ان کے شاگرد جمال الدین المزنی کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اتنے سندوں سے مروی ہے کہ حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے، امام سیوطی کہتے ہیں کہ: اس کی پچاس سندیں ہیں اور میں نے اس کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے، شیخ البانی کہتے ہیں کہ: یہاں پر مذکورہ الفاظ تو صحیح ہیں، اس کے آگے کے الفاظ بالکل ضعیف ہیں۔(ابن ماجۃ : محقق: عبد الفؤاد الباقی ، دار الفکر ،بیروت ، الجامع الصغیر للسیوطی : ۳/۱۰۸۱، حدیث:۵۲۶۴)

(۳) بخاری : العلم، باب تعلیم الرجل امتہ واھلہٗ، حدیث:۹۷

حدیثِ مذکورہ میں باندی کا ذکر خصوصاً اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگ باندی کی تعلیم کے حوالہ سے کوتاہ ہوتے ہیں۔ اپنی بیٹی اور بہن کی تعلیم کا تو اہتمام کیا جاتا ہے۔اس میں رشتہ کی بھی کشش ہوتی ہے! لیکن باندی نہ تو بیٹی ہوتی ہے اور نہ بہن۔

ایک دوسری روایت میں بیٹی اور بہن کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر آیا ہے :

جس کے پاس تین بیٹیاں یا تین بہنیں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، وہ اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔(۱)

ظاہر ہے کہ تعلیم وتربیت اور حسنِ اخلاق سے آراستہ کرنا اس سے بڑھ کر کیا حسنِ سلوک ہوسکتا ہے؟

ایک روایت میں حضورِ اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے :

- جس کے پاس ایک بیٹی ہو، وہ اُس کو ادب سکھائے، اچھا ادب سکھائے، اُس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اللہ تعالیٰ جن نعمتوں کو اس پر کشادہ کر رکھی ہیں، وہ بھی ان نعمتوں کو اس پر کشادہ رکھے، تو وہ (بیٹی) اس کے لئے جہنم سے پردہ اور رکاوٹ بن جائے۔(۲)

امام مجاہدؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

- اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ:

- عورتوں کو سوت کاتنا اور سورۂ نور سکھاؤ۔(۴)

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کرنا کتنا ناگزیر ہے اور حضورِ اکرم ﷺ نے اس کی کس قدر تاکید وتوثیق فرمائی ہے۔

---

(۱) ترمذی: کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة علی البنات الاخوات، حدیث:۱۹۱۲

(۲) مجمع الزوائد: حدیث:۱۳۴۹۷، علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ: اس کو طلحہ بن زید نے روایت کی ہے اور وہ وضاع ہیں۔

(۳) دُرِّ منثور : از سیوطی : تفسیر سورۂ نور : ۶۳۲/۱۰

(۴) دُرِّ منثور : از سیوطی : تفسیر سورۂ نور: ۶۳۲/۱۰

عہدِ نبوی ﷺ میں بھی عورتوں کے مناسبِ حال تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا۔ وہ درسگاہِ نبوی ﷺ میں باضابطہ مردوں کے ساتھ تو حاضر نہیں ہوتی تھیں مگر مختلف طریقوں سے تعلیم حاصل کرتی تھیں، ان کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جاتے، ان کو تعلیم وتلقین فرماتے۔ خواتین اُمہات المومنین خصوصاً حضرتِ عائشہ اور حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہما کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے مسائل معلوم کرتی تھیں۔ مجلسِ نبوی ﷺ میں حاضر باش صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی بیویوں اور عورتوں کو احادیث سناتے تھے۔ سن رسیدہ اور رشتہ دار عورتیں خود رسالتِ مآب ﷺ سے براہِ راست دینی باتیں معلوم کرتی تھیں۔(۱)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا انصاری عورتوں کی تعریف کرتی ہیں کہ: نعم النساء نساء الأنصار لم يمنعن الحياء ان يتفقّهن فى الدين (۲)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت اُمِ سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا (اس لئے میں پوچھتی ہوں کہ) کیا احتلام (بدخوابی) سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت پانی دیکھ لے، حضرت اُمِ سلمہؓ نے اپنا چہرہ (شرم سے) ڈھانک لیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔(۳)

اِس کے علاوہ خواتین مختلف طریقوں سے دینی تعلیم حاصل کرتی تھیں اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا وفد بھیجا کرتی تھیں، چنانچہ آپ ﷺ نے خواتین صحابیاتؓ کے مطالبہ کو قبول فرمایا اور ہفتہ میں ایک دن اُن کے لئے مقرر فرمایا۔ اس دن آپ ﷺ تشریف لاتے اور ان کی تعلیم وتربیت فرماتے، جیسا کہ حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

(۱) بخاری : ۳۴۰/۱، ۴۶۸، ۴۹۶، ۵۰۱، ۵۰۸، ۶۳۱/۲

(۲) بخاری، کتاب العلم ، باب الحياء فى العلم باب حديث:۱۳۰

(۳) بخاری، کتاب العلم :باب الحياء فى العلم ،حديث:۱۰۱

عورتوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: مرد آپ ﷺ کے پاس آنے میں (یعنی آپ سے مستفید ہونے میں) ہم پر غالب آ گئے، اس لئے آپ ﷺ اپنی طرف سے (خاص) ہمارے لئے ایک دن مقرر کردیجئے تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا، جس میں آپ ﷺ ان سے ملتے اور انہیں نصیحت کرتے اور شرعی احکام بتلاتے۔ ان باتوں میں جو آپ ﷺ نے فرمائیں یہ بھی تھی کہ جو عورت اپنے تین بچے آگے کو بھیجے تو وہ آخرت میں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا: اگر دو بچے ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور دو بھی۔(۱)

رسول اللہ ﷺ عید کے دن مجمع کے پیچھے عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے مستقل خطاب فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ (مردوں کی صف سے نکلے) اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی پھر آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی، کوئی انگوٹھی اور حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کے کونے میں (یہ صدقہ وخیرات) لینی شروع کی۔(۲)

حضورِ اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں عورتوں کے تعلیم اور دین سیکھنے کے یہ مختلف طریقے ہوا کرتے تھے۔

خواتینِ اسلام کی تعلیم وتربیت کے لئے فقہاء کے طئے کردہ حدود

خواتینِ اسلام کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی فقہاء نے کچھ حدود وقیود قرآن وحدیث کی روشنی میں متعین کئے ہیں۔ ان حدود کی پابندی کے ساتھ حصولِ علم، خدمتِ دین کی عورتوں کو اجازت ہے۔

(۱) بخاری، كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوم على حدة فى العلم:۱۰۱

(۲) بخاری، باب عظة النساء وتعليمهن ،حدیث:۹۸،تحقيق مصطفي ديب البغا

جہاں تک عورتوں کی تعلیم کے لئے شرعی حدود کی بات ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں:

اوّل: عورت، عورت سے تعلیم حاصل کرے۔

دوّم: محرم مرد سے تعلیم حاصل کرے۔

سوم: نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرے۔

عورت کا عورت سے تعلیم حاصل کرنا

طالبات کے لئے معلّمات سے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، یعنی بلا کراہت جائز ہے؛ کیونکہ عورت کا عورت سے کوئی پردہ نہیں اور نہ ہی یہاں فتنہ کا اندیشہ ہے؛ اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کا عورت سے تعلیم حاصل کرنا افضل ہے۔(۱)

محرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا

محرم مرد سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے عورتوں کے لئے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ جیسے باپ، حقیقی بھائی، بیٹا، بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے، بہن کے بیٹے یعنی بھانجے اور خسر وغیرہ۔محرم کے مقابلہ میں نامحرم کا لفظ آتا ہے جس سے مراد وہ مرد ہیں جن سے نکاح کرنا عورت کے لئے حرام نہیں۔(۲)

نامحرم مرد کے مقابلہ میں محرم رشتہ دار سے تعلیم حاصل کرنا لڑکیوں کے لئے صدہا غنیمت وبہتر ہے؛ کیونکہ محرم رشتہ دار سے پردہ نہیں ہے۔(۳) اور فتنہ کا قوی اندیشہ بھی نہیں کیونکہ محرم رشتہ داروں (مردوعورت) کے درمیان حیاء کا دبیز پردہ رکھا ہے، جس کی وجہ سے ان کے درمیان برائی کا میلان سرے سے نہیں ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو وہ نہ کے درجہ میں ہے۔

نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنا

جہاں تک عورتوں کا نامحرم مرد سے یعنی اجنبی سے تعلیم حاصل کرنے کا مسئلہ ہے تو اوّلاً

(۱) رد المحتار ۹/۵۲۷-۵۳۳،مطبوعۃ زکریا،دیوبند

(۲) رد المحتار : ۹/۵۲۷-۵۳۳ (۳) النور : ۳۱

معلوم ہونا چاہئے کہ عورت کی آواز اصلاً قابلِ ستر نہیں ہے، یہی راجح قول ہے۔(۱)

یہی وجہ ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ اور صحابیاتؓ مردوں سے احادیث بیان کرتی تھیں اوران کے بعض علمی اور فقہی سوالات کا جواب دیا کرتی تھیں۔(۲)

اگر عورت کی آواز عورت ہوتی تو ازواجِ مطہراتؓ اور دیگر صحابیاتؓ خواتین ہی سے احادیث بیان کرنے اوران کے سوال کا جواب دینے پر اکتفا کرتیں، اسی طرح مردوں سے گفتگو کرنا مطلق ناجائز ہوتا یعنی خرید وفروخت اور دوسری ضرورت کے لئے بھی گفتگو درست نہیں ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔(۳)

اِن تصریحات سے واضح ہوگیا کہ عورت کی آواز حقیقت اوراصل میں عورت نہیں ہے؛ لہٰذا عورتیں نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرسکتی ہیں، البتہ فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لئے پردہ ضروری ہے؛ کیونکہ شرعاً اجنبی مرد کے سامنے عورت کے لئے چہرہ کھولنا درست نہیں ہے:

يَـآ اَيُّهَـا الـنَّبِـيُّ قُـلْ لِّـاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (۴)

اے نبی (ﷺ)! کہہ دیجئے اپنی عورتوں کواوراپنی بیٹیوں اور مسلمان عورتوں کو کہ نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ مردوں کے سامنے عورتوں کے لئے چہرہ کھلے رکھنا ممنوع اس لئے نہیں ہے کہ چہرہ پردہ میں داخل ہے بلکہ فتنہ یعنی برائی کے خوف کی وجہ سے کیونکہ چہرہ کھلے رہنے کی صورت میں مرد اس کے چہرہ کو دیکھیں گے تو اس پر شہوت کی نگاہ پڑے گی (۵) اور خود

(۱) در مختار و رد المحتار: ۷۸/۲، مطبوعہ مکتبۃ زکریا، دیوبند

(۲) بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء: حدیث: ۴۰۰۷

(۳) منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۴۷۰/۱ (۴) الاحزاب: ۵۹

(۵) در مختار و رد المحتار: ۷۹/۲، مکتبۃ زکریا، دیوبند،

شہوت کی نگاہ باعثِ گناہ ہے۔(۱) گوآخری درجہ کی برائی کا ارتکاب نہ ہو۔

شرعی حدود میں رہتے ہوئے نامحرم مرد سے تعلیم حاصل کرنے کی بعض صورتیں ہوسکتی ہیں اور وہ اس طرح ہیں :

- پہلی صورت یہ ہے کہ طالبات نقاب میں ہوں، چہرے پر نوس پیس ہو، جن سے ان کے چہرے نظر نہ آتے ہوں، جیسا کہ اوپر قرآنی آیت میں ذکر ہوا، عام حالات میں تو یہ پردہ ٹھیک ہے، لیکن تعلیم وتعلّم میں یہ صورت مناسب نہیں کیونکہ قرآن وحدیث نے دونوں جنسوں کی نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا ہے۔(۲)

- دوسری صورت یہ ہے کہ اُستاذ اور طالبات کے درمیان دبیز پردہ ہو، یہ صورت پہلی صورت کے مقابلہ میں زیادہ مناسب ہوگی کیونکہ اس میں فتنہ سے زیادہ حفاظت ہے اور اس میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ کم ہے۔

- تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں الگ روم میں ہوں۔ اِس طور پر کہ اُستاذ لڑکوں کو سامنے پڑھائے اور لڑکیاں علٰحدہ روم میں محفوظ کمرہ میں پڑھیں۔ اگر کسی لڑکی کو سوال کرنا ہو تو پرچی پر لکھ کر چھوٹے بچے یا خادم کے ذریعہ بھجوادے اور استاذ لاؤڈ اسپیکر پر جواب دے یا پھر مائک ہی پر سوال کرے اور استاذ جواب دے۔

- چوتھی صورت یہ ہے کہ ایک ہی ہال ہو۔ درمیان ہال میں ایک دیوار کھڑی ہو۔ دیوار کے پیچھے لڑکیاں ہوں اور سامنے والے حصہ میں لڑکے اور استاذ ہوں۔ دونوں کے اندر آنے اور باہر نکلنے کے دروازے الگ ہوں، اس طرح حتی الوسع فتنہ سے حفاظت کے ساتھ دونوں کی تعلیم ایک ساتھ ہوسکتی ہے؛ تاہم دونوں کے کلاسیس الگ ہوں تو بہتر ہوگا اور تعلیمی کیفیت میں بھی اضافہ ہوگا۔

الغرض پردہ کے ساتھ مرد وعورت ایک دوسرے سے علمی استفادہ کرسکتے ہیں۔ چنانچہ

---

(۱) ترمذی: احتجاب النساء من الرجال : حدیث:۲۷۷۸، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن اور صحیح کہا ہے۔

(۲) سورة النور: ۳۰، مسلم : باب النهی عن الجلوس فی الطرقات ، حدیث:۲۱۲

صحابۂ کرامؓ کے دور میں اکابر صحابہؓ حضرت عائشہ، حضرت اُم سلمہ اور حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنھن سے خاص طور سے علمی استفادہ کرتے تھے اور پردہ کی بھی بھرپور رعایت ہوتی تھی۔(۱)

دینی تعلیم کے لئے سفر

پردۂ نسواں سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات (چار سورۂ احزاب کی اور تین سورۂ نور کی ہیں) اور سترہ روایات ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نگاہوں سے مستور رہیں۔ یہی اصل پردہ ہے اور قرآن وسنت کی رو سے اصل مطلوب یہی ہے کہ عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے اوجھل ہو، جو گھروں کی چاردیواری یا خیموں اور معلّق پردوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے؛ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى (۲) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔

لیکن عورتوں کو ہمہ وقت اور ہر حالت میں مطلقاً گھروں میں بند رہنے پر مجبور ومکلّف بنانا انسانی فطرت کے خلاف ہوگا؛ کیونکہ عورتوں کو بھی بعض ایسی ضرورتیں پیش آنا ناگزیر ہے کہ انہیں گھر سے نکلنا پڑے، اِن ہی ضروریات میں سے ایک تعلیم ہے جس کے لئے عورتیں باہر نکلنے پر مجبور ہیں۔

گھروں سے باہر نکلنے کی شرطیں

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ عورتوں کے حق میں اصل یہ ہے کہ وہ گھروں اور پردوں میں رہیں، جیسے حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے حجاب اشخاص اور پردہ کے تین درجات میں سے پہلا درجہ تعبیر کیا ہے اور بوقتِ ضرورت گھروں سے نکلنے کی صورت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں پردہ کا دوسرا درجہ ہے۔

پردہ کے دوسرے درجہ کو بروئے کار لانے کے لئے چند شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) طالبات کی دینی وعصری تعلیم اور ان کی درسگاہیں: ۶۶-۷۱، مؤلفہ مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی مدظلہ (استاذ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)۔ (۲) الاحزاب: ۳۳

❁ "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" (۱) اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیں، مگر ہاں جو اس میں سے کھلا ہی رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔

❁ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (۲) اے نبی (ﷺ) کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔

پردہ کے حکم سے جسم کے وہ حصے مستثنیٰ ہیں جو اگرچہ زینت کے حصے ہیں، لیکن ان کے چھپائے رکھنے میں عموماً سخت حرج وزحمت ہے، مثلاً چہرہ، ہتھیلیاں اور پیر، چنانچہ سورۂ نور کی آیت میں "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" مگر ہاں جو اس میں سے کھلا ہی رہتا ہے کی تفسیر خود حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں آئی ہیں۔(۳)

یہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے جس میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ دونوں قدموں کا بھی اضافہ ہے۔(۴)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (۵) اے نبی ﷺ آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

یہ حصے جب پردہ میں داخل نہیں ہوں گے تب ہی تو نگاہ نیچی کرنے کا حکم دیا جاسکتا ہے، ورنہ اگر پردہ میں داخل ہوں تو وہ چھپے رہیں گے تو مردوں کو نگاہ پست کرنے کا حکم دینا بے معنی سی بات ہوگی۔(۶)

---

(۱) النور: ۳۱ (۲) الاحزاب: ۳۳

(۳) احکام القرآن للجصاص: ۳۱۵/۳

(۴) روح المعانی للآلوسی: ۱۴۱/۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۵) النور: ۳ (۶) کتاب الاصل للامام محمّد: ۳-۵۷

اِن دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ چہرہ، ہتھیلیاں اور دونوں قدم ستر میں داخل نہیں ہیں، البتہ چونکہ چہرہ حسن و جمال کا مرکز ہےاس لئے اس میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے جس کی وجہ سے فقہاء نے چہرہ کوڈھکنے کا حکم دیا ہے: "تمنع الشابة من کشف الوجه بین رجالٍ لالأنّه عورة بل لخوف الفتنة" نوجوان عورت کومردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا، اس وجہ سے نہیں کہ چہرۂ عورت (قابل ستر) ہے بلکہ فتنے کے اندیشہ کی وجہ سے۔(۱)

لہٰذا جہاں ہتھیلیاں کھلے رہنے پر فتنہ کا اندیشہ ہوتو دستانے پہننا طالبات اور دیگر عورتوں پر لازم ہوگا، اسی طرح اگر قدمین کھلے رہنے پر بھی فتنہ کا اندیشہ ہوتو موزے پہننا جوان لڑکیوں اورعورتوں پر لازم ہوگا، نقاب بھی ایسا ہوکہ بھڑکدار پرکشش نہ ہوکہ نگاہوں کو خیرہ کردے اور دیکھنے والوں کواپنی طرف کھینچتا چلا جائے بلکہ سادہ ہواور ڈھیلا ڈھالا ہو۔ چست نہ ہوکہ جسم کے خلقی ڈھانچے نمایاں ہوجائیں اور باریک نہ ہوکہ جسم کا رنگ نظر آئے اور شر پسند عناصر کوگناہ بے لذت سے استمتاع کا موقع فراہم ہواور فتنہ کا پیش خیمہ بن جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور دکھلاتی نہ پھرو''۔(۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجرے والیوں کو جگادو کیونکہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں (باریک) کپڑے پہننے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ شمار ہوں گی۔(۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوقسم کے لوگ جہنمی ہیں ان میں سے ایک وہ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی برہنہ ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔(۴)

❁ مردانہ لباس و پوشاک نہ ہو کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ

---

(۱) در المحتار مع ردّ المحتار :۲-۷۹،مکتبۂ زکریا،دیوبند (۲) الاحزاب :۳۳

(۳) بخاری، کتاب العلم، باب العلم والعظة باللیل :حدیث:۱۱۵

(۴) مسلم،کتاب اللباس، حدیث:۲۱۲۸

نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پرلعنت فرمائی ہے۔(۱)

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اُس مرد پرلعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اوراس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔(۲)

❁ خوشبودار عطر نہ لگائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کوخوشبودار عطر لگانے سے منع فرمایا ہے بلکہ خوشبودار عطر لگا کر نکلنے پرسخت وعید وارد ہوئی ہے کہ وہ بدکار عورت ہے۔ چنانچہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبووہ ہے جس کی بوظاہر ہواور رنگ چھپا رہے، جبکہ عورتوں کی خوشبووہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہواور بوچھپی رہے۔(۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرآنکھ بدکار ہے اور وہ عورت جوخوشبو لگائے اور (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گذرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ (بدکار) ہے۔(۴)

❁ بجنے والا زیور نہ ہو، پیروں کوزمین پر زور سے نہ رکھیں کہ جس سے آواز پیدا ہواور مردوں کے دلوں کواپنی طرف کھینچے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (۵) اورعورتیں اپنے پیرزور سے نہ رکھیں کہ ان کامخفی زیور معلوم ہوجائے۔

زیور سے یہاں مراد وہ زیورات ہیں جوازخودنہیں بجتے بلکہ کسی چیز کی رگڑ سے بج اٹھتے

---

(۱) بخاری، كتاب اللباس ، باب المتشبهين بالنساء ،حديث:۵۵۴۶

(۲) ابو داؤد : باب فى لباس النساء : حديث:۴۰۹۹ علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ: ذہبی نے الکبائر میں اس کی سند کوصحیح کہا ہے۔(فيض القدير :۵/۲۶۹،المکتبۃ التجاریۃ،مصر)

(۳) ترمذی : باب ما جاء في طيب الرجال :حدیث:۲۷۸۷،امام ترمذی نے اس روایت کوحسن کہا ہے۔

(۴) ترمذی:ادب، باب ما جاء فی كراهية،خروج المرأة متعطّرة:حدیث:۲۷۸۶،امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

(۵) سورة النور :۳۱

ہیں مثلاً چھڑے، کڑے وغیرہ، قرآن مجید نے ان ہی کے بارے میں ارشادفر مایا ہے: ان کی آواز یا جھنکار اندیشہ فتنہ کی وجہ سے درست نہیں، لہٰذا وہ زیور جن میں ازخود آواز پیدا ہوتی ہو ،مثلاً گھنگرو، ان کا پہننا سرے سے ناجائز ہے۔ پس اس طرح کے زیورات پہن کر نکلنا گناہ کا باعث اور اللہ کے غضب کو بھڑکانا ہوگا۔

❁ پُرکشش چال نہ چلے جیسا کہ اوپر کی آیت سے واضح ہے کیونکہ بجنے والا زیور نہ پہنے اور پیروں کو زمین پر زور سے رکھ کر چلنے کی ممانعت کی علت فتنہ کا اندیشہ ہے۔ اِس کے مقابلہ میں پرکشش چال چلنے میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے اِسی وجہ سے ارشادِ خداوندی ہے:" وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى ' (۱) اور دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔

علامہ طبریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تبرج میں وہ تمام صورتیں داخل ہیں جو فتنہ کا سبب بن سکیں۔ اسی میں حسن کا اظہار، شیریں ادائی ناز سے قدم اٹھانا، پرکشش چال چلنا سب داخل ہیں کیونکہ ان تمام صورتوں میں فتنہ کا اندیشہ ہے (۲) اور جس میں فتنہ کا اندیشہ ہو وہ شرعاً ممنوع ہے۔ (۳)

❁ راستہ (خواہ سڑک ہو یا گلی) کے کنارے پر چلے بیچ راستہ یا بیچ کے قریب نہ چلے۔ اسی طرح راستہ چلتے وقت مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہو۔ عام مجالس میں بھی مردوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔ اسی طرح بس اور ٹرین میں بھی ایک ساتھ ایک سیٹ پر نہ بیٹھے کیونکہ یہ مردوں کے ہجوم میں بیٹھنے کے حکم میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" ليس للنساء وسط الطريق " یعنی عورتوں کے لئے درمیانی راستہ نہیں ہے۔ (۴)

(۱) الأحزاب:۳۳ (۲) تفسير طبری :۲۶۰/۲۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

(۳) بدائع الصنائع:۱۷۵/۱

(۴) صحيح ابن حبان : كتاب الحظر والإباحة ،حدیث:۵۶۰۱، محقق شعیب الارنوط نے اس روایت کو حسن لغیرہ کہا ہے۔

مفسر کبیر علامہ قرطبیؒ نے تبرج کی تفسیر کے بارے میں جہاں اور اقوال، صورتیں اور تفسیریں نقل کی ہیں وہیں ایک تفسیر یہ بھی لکھی ہے کہ اسلام سے پہلے عورتیں، مردوں کے ہجوم میں چلا کرتی تھیں۔(۱)

اسی کو قرآن مجید نے تبرّج سے تعبیر کیا ہے اور اس سے عورتوں کو منع کیا ہے: "وَلَا تَبَـرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰی" (۲) یعنی دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھلانا دستور تھا پہلے جاہلیت کے وقت میں۔

حضرتِ شعیب علیہ السلام کی دولڑکیوں کا قصہ قرآن میں مذکور ہے کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے بستی کے کنویں پر گئیں تو وہ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے ایک کنارے کھڑی ہوئی تھیں۔(۳)

❁ راستہ مامون ہو جیسا کہ حضرتِ شعیب علیہ السلام کی دولڑکیاں بکریاں چراتی تھیں اور بستی کے کنویں پر پانی پلا کر گھر واپس ہوتی تھیں۔(۴)

ظاہر ہے کہ اگر راستہ مامون نہ ہوتا، عزت وناموس پر آنچ آنے کا خطرہ ہوتا اور معاشرہ میں فتنہ وفساد کا غلبہ ہوتا تو حضرتِ شعیب علیہ السلام ہرگز اپنی بچیوں کو بکریاں چرانے اور پانی پلانے کے لئے جانے نہیں دیتے۔ وہ بھی ایک پیغمبر ورسول ہو کر ہرگز ایسا نہیں کرتے۔

❁ راستہ چلتے وقت خواہ پیدل ہو یا سواری پر، دور کا سفر ہو یا قریب کا، بس سے ہو یا ٹرین سے یا ہوائی جہاز سے، جب بھی کہیں بھی، جس حالت میں ہو کسی اجنبی مرد سے گفتگو ہو تو اندازِ گفتگو پر کشش اور لچکدار نہ ہو، ہونٹوں پر مسکان بھری ہوئی گفتگو نہ کرے، بلکہ گفتگو کا لہجہ سوکھا ہو، اسلوب طبعی نسوانی جاذبیت والا نہ ہو تا کہ اس کے دل میں کسی طرح کا شیطانی وسوسہ ہو بھی تو وہ دب جائے اور اگلا قدم اٹھانے کی جرأت نہ ہو؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۵)

(۱) تفسیر قرطبی:۱۴/۱۴۱۔۱۴۲،مؤسسة الرسالة ، بیروت
(۲) احزاب:۳۳ (۳) القصص :۲۳
(۴) تفسیر قرطبی :۱۶/۲۵۸،مؤسسة الرسالة ، بیروت (۵) الاحزاب :۳۲

سوتم دَب کر بات نہ کرو، پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول۔

❁ اصل بات یہی ہے کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، لیکن ضرورت وحاجت کی بناء پر نکلنا اوپر ذکر کی گئی شرائط کے ساتھ درست ہے، تاہم اس میں بھی اصل یہ ہے کہ عورت گھر سے تنہا نہ نکلے بلکہ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی محرم رشتہ دار ہو، گو راستہ مامون ہو کیونکہ عورت کا گھر سے نکلنا بالکل ہی فتنہ ہے۔(۱)

نیز کبھی فتنہ بول کر نہیں آتا بلکہ ہمیشہ ہی اچانک آتا ہے اس لئے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لا تسافر المرأة الّا مع ذی محرمٍ. عورت سفر نہ کرے مگر کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ، ان شرائط کے ساتھ عورت کے لئے حصولِ علم کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔(۲)

حصولِ علم کے لئے عورت کا دور کا سفر

عورت کے لئے تنہا دور کا سفر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ خواہ دنیوی مقصد وتعلیم کے لئے ہو یا دینی غرض وتعلیم کے لئے ہو۔ حتیٰ کہ فریضۂ حج کے لئے بھی نہیں جاسکتی، بلکہ بغیر محرم رشتہ دار کے عورت پر حج فرض بھی نہیں ہوتا۔(۳)

لہٰذا حصولِ تعلیم کے لئے اپنے محرم رشتہ دار جیسے باپ یا حقیقی بھائی اور اگر شادی شدہ ہو تو اپنے شوہر یا بیٹے کے ساتھ یا کسی دوسرے محرم رشتہ دار کے ساتھ دور کا سفر کرے گی، خواہ سفر بس یا ٹرین یا ہوائی جہاز یا کسی دوسری گاڑی سے ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو۔(۴)

---

(۱) احکام النساء لابن الجوزی:۱۰۹

(۲) بخاری:العمرة، باب حج النساء: حدیث:۵۶۰۱ مسلم:حج باب سفره المرأة مع محرم الٰی حج وغیره، حدیث:۱۳۳۸

(۳) دارقطنی:عن ابن عباس:۱۹۹/۱

(۴) بخاری: ابواب العمرة – باب حج النساء :حدیث:۱۷۶۳

ایک روایت میں تین دن کا ذکر آیا ہے۔(۱)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تین دن اوراس سے زیادہ ایام کا سفر ہوتو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ سفر کرے، ہاں جبکہ اس کے ساتھ اس کا باپ یااس کا بھائی یااس کا شوہر یااس کا بیٹایااس کا محرم رشتہ دار ہوتو سفر کرسکتی ہے۔(۲)

بلکہ ایک روایت میں تو مطلقاً بغیر محرم کے سفر کی مخالفت آئی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری جب قریب کا سفر بغیر محرم کے منع کیا گیا ہے تو دور کا سفر تو بدرجۂ اولی منع ہوگا۔ آج کل تو صورتحال یہ ہے کہ گھر سے باہر قدم نکالنے پر بھی فتنہ کا اندیشہ ہے۔

مذکورہ بالا تمام شرائط اور پابندیوں کے ساتھ عورت کے لئے فقہاء نے حصولِ علم کے لئے عورت کی کوشش اس کے گھر سے باہر نکلنے کو جائز قرار دیا ہے۔ جب ان تمام شرائط اور حدود وقیود کی پابندی کے ساتھ عورت کے لئے حصولِ علم کے لئے جدوجہد اور سفر وغیرہ کی اجازت ہے تو پھر اس سے زیادہ بار یکی اور احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورتوں کا جماعت میں بے شمار دینی منافع کے حصول کے لئے نکلنا کیوں کر منع ہوسکتا ہے؟

مستورات کے کام کا تاریخی پس منظر:

مستورات کی سب سے پہلی جماعت ۱۹۴۲ء میں گئی، اس جماعت کو لے جانے والے مولانا داؤد تاؤڑی تھے، اس کا طریقہ کار بھی مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے سامنے عملاً پیش کیا گیا تھا، حضرت مفتی صاحب کو شرائط اور محفوظ طریقۂ کار دیکھ مکمل اطمینان ہوگیا تھا۔

یہ جماعت گھاسیڑا اور نوح کے قریب آٹھ یوم لگا کر آئی تھی۔(۳)

---

(۱) بخاری: باب فی کم یقصر الصلاۃ ،حدیث:۱۰۳۶

(۲) ترمذی: باب ما جاء فی کراھیۃ ان تسافر المرأۃ ، حدیث:۱۱۶۹،امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔

(۳) یہ ساری تفصیلات اسی پہلی جماعت میں شریک ہونے والے مولانا داؤد صاحب کے خط سے ماخوذ ہے، یہ خط احقر کے پاس ایک ثقہ کے واسطہ سے پہنچا ہے۔

مستورات کے کام کے شرائط:

آئندہ آنے والے استفتاء میں مندرجۂ ذیل شرائط کا تذکرہ نہیں ہے، مزید وضاحت کے لئے ذیل کی تفصیلات کو نقل کیا جارہا ہے، جو مستند اور محقق طریقہ سے ہم تک پہنچی ہیں اور ہر جگہ اس کو ہم نے معمول بہ پایا ہے۔

عشرہ میں جانے والی مستورات کے شرائط:

عشرہ میں نکلنے والی مستورات تین سہ روزہ لگائی ہوئی ہوں۔ بالکل نئی مستورات کو نہ نکالا جائے؛ اس لئے کہ عورتوں میں نزاکت ہے، یہ تو ستر ہے، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا جب صفا ومروہ کے درمیان میں دوڑی تھی تو مردوں کو مونڈھے ہلا کر چلنے کا حکم دیا عورتوں کو نہیں، اس لئے عورت کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت ادا کرنے سے بھی روکا گیا ہے، غیر شادی شدہ لڑکی ماں کے ساتھ عشرہ میں بھی نہیں جاسکتی، چاہے پوری جماعت کی بنیاد اسی پر ہو اور بچوں کو ساتھ لے جانا کی بالکل بھی گنجائش نہیں، چاہے اس کا جانا کتنا ہی ضروری ہو، عشرہ کی جماعت لے جانے والا محرم شادی شدہ ہو، چلہ لگایا ہوا ہو، باریش یعنی داڑھی ہو، اگر بڑی عمر کا ہو تو کوئی بات نہیں، مسجد وار جماعت کے ساتھی گھر میں جا کر بیٹھ کر باتیں نہ کریں اور ہفتہ میں ایک مرتبہ بات کرنا ہو تب بھی شہر کے مشورہ سے طئے کرے، مسجد وار نہ طئے کرے، پرانا وقت لگایا ہوا ذمہ دار قسم کا آدمی بات کرے، یہ بھی طئے ہو کہ بات کیا کرنا ہے، جو اس کام کے مقصد سے ہٹ کر بات کرے گا وہ اس کے لئے فتنہ کا سبب بنے گا، اب جہاں جا کر اچھی تقریر کر رہا ہے وہاں ہر مستورات کی طرف سے مطالبہ کے نام آرہے ہیں، امت میں اجتماعی اعمال سے ہی اعمال کرنے کا جذبہ آئے گا، انفرادی سے نہیں، مستورات کے بیان میں قصہ، کہانیاں نہ سنائے، جس آدمی کو دیکھیں کہ چھ نمبر سے ہٹ کر یا موٹے موٹے اعمال سے ہٹ کر بات کرے ان کی بات کرانی ہی نہیں چاہئے، مستورات کا دس پندرہ دن کے لئے نکلنا سال میں ایک بار ہو، مرد

کے مستورات کے ساتھ جو پندرہ دن لگ رہے ہیں وہ سالانہ چلہ کے علاوہ ہو، ہاں مستورات کے ساتھ سہ روزہ شمار کر سکتے ہیں، جب کہ چھٹی وغیرہ کی گنجائش نہ ہو، جمات میں چلے کی نیت سے نکلنے والی مستورات کا محرم کے ساتھ عشرہ لگا ہوا ہو، کسی بھی شرط کے پورا نہ ہونے پر ہماری اجازت پر موقوف نہ رکھے، یہاں نظام الدین نہیں بھیجنا چاہئے، جماعت کے بننے کے بعد یہ شرائط سنائے اگر تمام شرائط پائی جائیں تبھی بھیجیں ورنہ نہیں، محرم کے تین چلے لگے ہوئے ہوں جو مستورات کی چلّے کی جماعت لے کر چلّے، ہاں اگر عورتوں کے ساتھ تین سال میں تین چلّے چلّے لگے ہوں تو بھی چل سکتے ہیں، مستورات کے متعلق کچھ سوال کرنا ہو تو خط لکھ کر جواب ملنے کے بعد ہی جماعت بھیجیں، اگر تاخیر ہو تو دوبارہ خط لکھیں، ہو سکے تو فون کر لیں، صبح کو خط آیا شام کو فون کر لیا ایسا نہ ہو، دو چار دن کا فاصلہ ہو اور ایک بات یہ ہے کہ مستورات کی اچھے خرچے کی جماعت بھیجیں، جماعت ہدایت لے کر جائے اور واپسی پر یہاں آکر کارگذاری سنا کر جائے، جو پابندیاں عشرہ کی جماعت پر ہیں وہ چلہ کی جماعت پر بھی ہیں، کبھی تقاضے پر تین ماہ، سہ روزہ نہ لگائی ہوئی ایسی خاتون ہے؛ لیکن جماعت تیار ہے تو عشرہ لے جانے کی اس کو گنجائش ہے، کبھی تقاضے پر، ہمیشہ نہیں۔

اللہ کے راستے میں نکلی ہوئی کسی بھی مستورات کو ان باتوں کی بالکل اجازت نہیں کہ وہ خود ہی ترغیب دے، خود ہی تشکیل کرے، خود ہی رخ دے، خود ہی نکلنے کی ترتیب بنائے اور روانگی کر دے، بلکہ یہ صرف ترغیب دے کر مقامی مستورات کے ساتھ مل کر معاونت کرے۔

نوٹ: اوپر بتائی گئیں جتنی شرائط ہیں تمام کے پورا ہونے پر نظام الدین بھیجیں، ورنہ جماعت کو یہاں سے واپس کر دیا جائے گا۔

بیرون ملک جانے والی جماعتیں:

مستورات گھر کی تعلیم کرتی ہوں، سہ روزہ کے لئے نکلتی ہوں، کم از کم ایک سال کے وقفہ سے دو مرتبہ دس یوم یا ایک دفعہ دس یوم اور ایک دفعہ چلہ لگا چکی ہوں، دس یوم یا چلہ لگانے

کے بعد ہر سال تین چار سہ روزہ لگاتی رہی ہوں، دوسری دفعہ دس یوم یا چلہ لگانے کے بعد تین چار سہ روزہ لگا چکیں ہوں۔

دعوت کا مزاج ہو، جوڑ کی طبیعت رکھتی ہوں، محرم کے لئے وہی شرائط ہیں جو مردوں کے لئے بیرون جانے والی جماعتوں کے لئے ہیں، البتہ محرم دو دفعہ مستورات کی جماعت کے ساتھ دس یوم یا ایک دفعہ چلہ اور ایک دفعہ دس یوم لگا چکے ہوں۔

دعوت کے مزاج کے لئے ضروری ہے کہ مستورات ہر تین سال میں دس یوم، پندرہ یوم، بیس یوم یا چلہ کے لئے نکلتی رہیں۔

بیرون کے لئے تیار ہونے والی جماعتوں کو مقامی مشورہ کے احباب اور پرانی مستورات اچھی طرح شرائط کے اعتبار سے دیکھ کر تسلی فرمالیں اور پوری جماعت کے کوائف نظام الدین بھیج کر رخ حاصل کریں، جماعت کی روانگی اور واپسی نظام الدین سے ہو۔

نوجوان مستورات حتی الامکان بیرون ملک جماعتوں میں تشکیل نہ کی جائے۔

بیرون ملک جانے والی جماعت چار مرد اور چار مستورات کم اور چھ مرد اور چھ مرد اور چھ مستورات سے زیادہ کی نہ ہو۔

اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والی جماعتوں کی اپنے مقام پر نصرت:

بیرون ملک سے آنے والے اکثر جماعتوں کا تقاضہ ہوتا ہیکہ نصرت کے لئے پرانی مستورات کو جوڑا جائے؛ تاکہ تربیت اور ترجمانی کر سکیں اور کام سیکھ کر اپنے ملک میں اصولوں کے مطابق محنت کر سکیں، جن شہروں میں بیرون کی جماعتیں جاتی رہتی ہیں وہ اپنے یہاں سے دو دو پرانی مستورات ۲۴ یا ۴۸ گھنٹے کے لئے جوڑنے کی کوشش فرمائیں؛ تاکہ یہ تقاضہ پورا سکے، ایسی مستورات کو کام میں لگانے کی کوشش کی جائے جو عربی یا انگریزی زبان جانتی ہوں؛ تاکہ ترجمان بن سکیں۔

مستورات کے چوبیس گھنٹے کا نظام بڑوں کی زبانی

عورتوں کا اصل کام تو یہ ہے کہ اپنے گھر میں پانچوں نمازیں اول وقت میں خشوع

وخضوع سے کھڑی ہوکر پڑھتی رہیں اور قرآن پاک تلاوت کرتی رہیں، اگر پڑھی ہوئی نہیں ہیں تو روزانہ اپنے محرم سے یا صحیح پڑھنے والی کسی عورت سے دو دو، چار چار آیتیں سبقاً سبقاً سیکھتی رہیں، صبح شام تین تین تسبیحات بیٹھ کر پڑھتی رہیں تو زیادہ اچھا ہے اور اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت اور اپنے خاوند کی خدمت کرتی رہیں اور اگر کوئی عزیز خاتون یا سہیلی کسی بھی کام کے لئے آئے تو انہیں پیار ومحبت اور حکمت سے دین پر چلنے اور گھر میں تعلیم کرنے نیز اپنے محرموں کو اللہ کے راستے میں نکلنے کی ترغیب دیں، اگر آپ نے ان کو ان باتوں کے لئے تیار کردیا تو یہ بہت بڑی کمائی کرلی، روزانہ اپنے گھر میں فضائل اعمال کی تعلیم کرتی رہیں، جب تعلیم کرتے کرتے ذہن بن جائے تو ایک جماعت پانچ عورتوں کی بنائی جائے، اس میں دو تین نئی اور دو تین پرانی عورتیں ہوں، ہر ایک کے ساتھ ان کا حقیقی محرم (باپ، بیٹا، خاوند) ہو، بچے ساتھ نہ ہوں، ایسی جگہ جائیں جہاں پوری جان پہچان ہو۔

عورتوں کے ضروری کام:

جب گھر سے نکلو پہلے نیت کرلو کہ مجھے پورے دین پر چلنا سیکھنا ہے؛ اس لئے دین پر چلنا سیکھنا ہے؛ اس لئے دین کا سیکھنا، دین پر چلنا، دین کو دنیا میں پھیلانا ہر مسلمان عورت کا کام ہے، مجھے یہ تینوں کام کرنے ہیں، اس کے بعد نکلنے والی ہر بہن اپنے ساتھ پانچ چیزیں رکھے۔

۱- فضائل اعمال کی کتاب، فضائل صدقات اور منتخب احادیث ہر بہن اپنے ساتھ رکھے؛ اس لئے کہ عورتیں تعلیم کروائیں گی تو ہمارے پاس کتاب ہوں گی تو حلقے لے لے کر بیٹھ جائیں گی۔

۲- دوسرے کھانے پکانے کے برتن۔

۳- وضو کرنے کے لوٹے، دو لوٹے مردوں کے ساتھ اور دو لوٹے عورتوں کے ساتھ۔

۴- بڑی رسّی ہر بہن کے ساتھ۔

۵- بڑی چادر بہن کے ساتھ ہو؛ کیوں کہ ریل میں پردے کے لئے اور جہاں ضرورت پڑے گی وہاں استعمال ہو جائے گی۔

یادرہے کہ جماعت میں جو مردوں کا امیر ہے وہی عورتوں کا امیر ہے عورتوں میں کوئی امیر نہیں ہوگی ، امیر صاحب کو معلوم ہو پڑھی ہوئی ہے، مرد مردوں میں اور عورتیں عورتوں میں قرآن صحیح کروائیں، ہر بہن اپنے محرم سے اتنی آہستہ بات کرے کہ دوسروں کو آواز نہ جائے، سفر کے لئے ریل میں جب بیٹھو تو پورے پردے کے ساتھ بیٹھو اور ریل میں تعلیم کرو، لوگ کہتے ہیں کہ رویہ غلط ہے ، ریل کی کھڑکھڑاہٹ سے آواز زیادہ دور نہیں جاتی ، ریل میں بھی اور گھروں میں بھی جا کر تعلیم کا اہتمام کرے، صحیح قرآن پڑھی ہو وہ سب بہنوں کو صحیح قرآن پڑھاوے یعنی بڑے (ش) بڑے (ق) کو بڑا (ق) پڑھانے ۔یعنی چلے میں پوری نماز صحیح ہوجائے ،اگر نکلنے کے زمانے میں قرآن صحیح نہیں کیا تو قرآن کب صحیح کروگی ،اگر کوئی بات ہو تو اپنے محرم سے پوچھ سکتی ہو، ریل سے اتر کر اپنا سامان چیک کر کے مختصر دعا مانگ کر عورتیں بیچ میں ہوجائیں دوساتھی پیچھے چلیں، اگر کوئی بہن کسی کی محترمہ بوڑھی ہو یا معذور ہو تو زینے پر یا پل پر محرم پورا سہارا لے کر چڑھا سکتا ہے، مسافروں کے استقبال کے جو آئے ہیں آپ پانچ جوڑے ہو وہ چار جوڑوں کی سواری لائے ہیں اس سواری میں سب عورتوں کو بٹھاؤ، اگر جگہ خالی ہو محرم مرد اس میں بیٹھ جائیں اور باقی محرم مرد دوسری گاڑی میں بیٹھ جائیں اگر استقبال والوں کی سواری نہ آئی ہو تو اتنی بڑی سواری کرو جس میں پوری جماعت آجاوے، الگ الگ تھری وہیلر نہ کریں؛ اس لئے کہ الگ الگ رہبر نہ ملیں گے، پہلے ان کو اپنے آنے کی اطلاع دے دی جائے وہاں پہنچ کر مردوں میں سے کوئی دعا کرائے اور عورتیں ایک طرف ہو کر چپکے سے دعا کریں، یہ جب ہے کہ استقبال والوں کی بھیڑ نہ ہو اگر استقبال والے زیادہ ہوں تو مرد باہر دعا کریں اور عورتیں اندر چلی جا کے نفلیں پڑھیں، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، مردوں کی دعا کافی ہوجائے گی، بہتر تو یہ ہے کہ جہاں جانا ہے اس شہر میں دعاء کرلیں، اپنی مخصوص گاڑی ہو تو بہتر ہے، مرد مسجد میں جا کر تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد نفل نماز پڑھے کے بعد عورتوں کو طئے کریں کہ کونسی خاتون تعلیم کرائے گی، کون خدمت کرے گی وغیرہ وغیرہ پرچے میں لکھ کر بھیج دیں، جب تک مشورہ کا پرچہ آئے اس وقت تک عورتیں نفل پڑھنے کے بعد جو مقامی بہنیں آئی ہوئی ہیں، ان

سے دینی بات کریں، مرد مسجد میں پہنچ کر مشورہ کر کے پرچہ لکھیں گے ان کے پرچے کا انتظار کرو، جب مشورہ کا پرچہ آجائے تو اس پر عمل کریں، عورتیں صرف کتابی تعلیم کریں گی، تقریر کی بالکل اجازت نہیں ہے، اپنے ہی آئی ہوئی بہنوں سے قرآن مجید کی تصحیح کرنے کا ارادہ کریں، پھر کتابی تعلیم کریں، کتابی تعلیم اس طرح آہستہ آہستہ کریں کہ جو بہنیں بے پڑھی ہیں وہ بھی سمجھ سکیں، مذاکرہ بھی حلقہ بنا کر بیٹھ کر کریں، یہ ظہر سے پہلے کا کام ہے۔

ظہر کے بعد مقامی عورتیں تعلیم میں آئیں گی، مشورہ سے جس کا تعلیم کرنا طئے ہوا ہے وہ خاتون تعلیم کرے، تعلیم اور بیان کے دوران احادیث کے علاوہ کوئی دوسری کتاب نہ پڑھی جائے، کسی خاتون کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑے تو اپنے محرم کے ذریعہ کسی معتبر عالم سے معلوم کرے، مسائل کی اجتماعی تعلیم نہیں ہوگی، انفرادی طور پر مسائل کی کتاب پڑھی جاسکتی ہے، ظہر کے بعد جس گھر میں تعلیم ہو رہی ہو وہاں دو ساتھی جاویں اور گھر کے دروازے کے باہر ایک طرف بیٹھ جاویں جو محلے کی عورتیں چھوٹے بچوں کو ساتھ لا رہی ہیں ان کے بچوں کو روکنے کا پورا انتظام کریں، اپنے ساتھ مٹھائی یعنی ٹوفی وغیرہ لے کر بیٹھیں، آنے والے بچوں کو ایک ساتھی روکے، دوسرا ساتھی ٹوفی دیتا رہے اور کلمہ پڑھواتا رہے، جب عورتیں بغیر بچوں کے تعلیم کے اندر بیٹھیں گی تو یکسوئی سے تعلیم سن سکیں گی، اگر محرم مرد مسجد میں اپنی تعلیم میں بیٹھیں رہیں گے تو عورتوں کے ساتھ بچے تعلیم ہونے والے گھر میں داخل ہوں گے، شور مچائیں گے، وہ انہیں ماریں گی، وہ روئیں گے، پھر تعلیم میں خلل پڑے گا، اس کے ذمہ دار مرد ہوں گے، جب کوئی مرد بیان کرنے آئے تو عورتیں اپنی تعلیم بند کر دیں، عورتیں اس کی پوری احتیاط کریں کہ ان کی آواز غیر مردوں تک نہ پہنچے، مردانہ بیان کے بعد تشکیل کا موقع دیں، عورتیں مقامی مستورات کی تشکیل کریں کہ کون کون اپنے مردوں کو اپنے بیٹوں کو یا دوسرے عزیزوں کو اللہ کے راستے میں تین چلے یا چلے کے لئے بھیجیں گے اور دعا سے پہلے ان کے نام پورے پتے کے ساتھ لکھوا کر بھجوا دیں؛ تا کہ ان کی وصولی میں آسانی ہو، پرچہ مقامی ذمہ داروں کو بھجوائیں، مرد دعا کر کے چلیں آئیں، پھر عورتیں عصر کی نماز ادا کریں، تسبیحات پوری نہ کریں؛ بلکہ آئی

ہوئی مقامی بہنوں کا بٹھائیں اوران کوکام سمجھائیں،ان کا دینی ذہن بنائیں کہ گھر میں فضائل اعمال حصہ اول، حصہ دوم اور منتخب احادیث کی تعلیم ہو، اپنے مردوں کا دینی ذہن بنانے کی کوشش کریں اورخشوع وخضوع سے نماز پڑھنے کی ترغیب دیں، بہنوں کوحکمت کے ساتھ کہہ دیں کہ وہ تسبیحات، قرآن گھر جا کر پڑھیں اور جب یہ چلی جائیں تب اپنی تسبیحات پوری کریں،مسلمان کا کوئی گھر ایسا نہ ہوجس میں فضائل اعمال اور منتخب احادیث کی تعلیم نہ ہورہی ہو، یہ بہت ضروری اعمال ہیں، سارے ساتھی بہت ہی دھیان سے ان کا مطالعہ کرکے اپنی عورتوں کوسمجھادیں،عورتوں کا کام سانپ کا کھلانا ہے، پہلے عورتوں کا کام سیکھو، پھرعورتوں کو لے کرنکلو،تھری وہیلر ہرگز ہرگز نہ کریں؛ بلکہ ایک ہی سواری کا انتظام کرکے جاویں۔

مغرب کی نماز کے بعد اوابین پڑھیں اور اگر موقع ہوتو انفرادی اعمال سیکھنا سکھانا وغیرہ کریں یا آرام کریں، عشاء کے بعد کوئی تعلیم نہیں جلد آرام کریں؛ تاکہ تہجد میں اٹھنا آسان ہو، کھانا عشاء سے پہلے یابعد جیسی سہولت ہو کھالیں، بعد نماز فجر ناشتے میں دیر ہوتو آرام کرلیں، ناشتہ جلدی ہوجائے تو بعد ناشتہ مختصر آرام کرلیں تعلیم کا جو وقت مقرر ہے، اس سے پہلے اپنے انفرادی اعمال وضرورتوں سے فارغ ہوجائیں،اگر مردوں میں سے کوئی پرانے ساتھی بات کرنے والے ہوں تو نماز فجر کے بعد تیس، چالیس منٹ بات کریں۔بشرطیکہ ناشتہ میں دیر ہوجائے، ورنہ ناشتہ کے بعد ہی بات کریں تاکہ عورتیں شام تک کاموں میں لگی رہ سکیں، ناشتہ سے پہلے یابعد اگر آرام کریں تو مشورہ سے ایک بہن ایسی جگہ بیٹھیں جہاں باہر سے آنے والی بہنوں پرنظر رہے، یہ بہن قرآن شریف لے کر نہ بیٹھے بلکہ تسبیح لے کر بیٹھے تاکہ آنے والی بہنوں کا استقبال کرسکے، ان سے ایسی جگہ بیٹھ کر بات کرے کہ سونے والی بہنوں کی نیند میں خلل نہ ہو؛ اس لئے کہ جہاں مستورات کی جماعت جاتی ہے مقامی عورتیں ملنی کے لئے آیا کرتی ہیں، اگر سب کوسوتا پائیں گی تو مایوس ہوکر واپس ہوجائیں گی، اس لئے مشورہ سے کبھی کوئی کبھی کوئی استقبال کی لئے بیٹھیں رہیں، جماعت میں آنے والے محرم مرد اپنی عورتوں سے ملنے مغرب سے پہلے آسکتے ہیں،مغرب کے بعد مناسب نہیں،لوگوں نے جو بیان نام رکھا ہے

اصل میں وہ عورتوں کی تعلیم ہے، عورتیں نہ گشت کریں گی نہ چھوٹی اور نہ بڑی عمر کی، نہ مقام پر اور نہ نکلنے کے زمانے میں، جومحرم ساتھ آئے ہیں وہ مقامی مردوں کے ساتھ مل کر گشت کریں گے اور مقامی مردوں کو اپنی جہاں تعلیم ہورہی ہو وہاں جانے کی دعوت دیں، اورتاکید کریں کہ وہ سادہ لباس اور سادہ طریقے سے شرکت کریں، بن سنور کرآراستہ ہوکر نہ جائیں، اگر ممکن ہوتو ہوٹل سے روٹی منگوالیں اور کوئی عورت گھر میں سالن بنالے۔

یہ سولہ باتیں وہ ہیں جن کو حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے، چار کام خوب کرنے کے ہیں (۱) دعوت (۲) تعلیم وتعلم (۳) عبادت (۴) خدمت............ چار کام بالکل نہیں کرنے ہیں، (۱) اشرف (دل کا سوال) (۲) زبان کا سوال (۳) اسراف (فضول خرچی)، (۴) کسی کی چیز بغیر اس کی اجازت استعمال کرنا............ چار کاموں میں وقت کم لگانا (۱) کھانے پینے میں (۲) سونے میں (۳) نہانے دھونے میں (۴) جائز دیگر کاموں میں............ بس دین وایمان کی فکر ہو اور آخرت کی سوچ‘‘۔

مستورات کے کام کا مقصد (مولانا سعد صاحب کے بیان کی روشنی میں)

مولانا سعد صاحب نے فرمایا: ’’یہ کام امانت ہے، اس کام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ بحیثیت ذمہ دار کے فیصلہ کروں، ہم کو تمام امور میں یہ دیکھنا ہے کہ یہ کام ہم کو اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں، اس کام کہ جو اصول ہیں، جو قاعدے ہیں اس کو سمجھیں، اس کے تقاضوں کو دیکھیں، فرمایا کہ: آپ لوگوں نے کام کو کام پر کیوں موقوف نہ کیا، ہماری اجازت پر کیوں موقوف کیا، اگر کسی بات کو ہماری اجازت پر موقوف کروگے تو کل اس میں اصرار ہوگا، اصرار اس لئے کہ اس کام کو بڑا نہ سمجھا، یہ اجازت کا دین بھی کمزور اور دعوت بھی کمزور۔

آج کل بہت ساری گنجائش مستورات کی جماعت کے متعلق چل رہی ہے، ایک چیز کی اجازت اس وقت ہوتی ہے جب تک وجود میں نہ آئی ہو، جب وجود میں آگئی تو اجازت کی گنجائش نہیں ہے جیسے کہ دین جب وجود میں آگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ: اگر یہ زکوۃ کی ایک رسی کا ٹکڑا نہ دیں گے تو بھی میں قتال کروں گا، اجازت تو صرف یہاں سے جانے کی لی جائے، عورتوں کے متعلق شرائط نہ رکھو، ہم کو معلوم ہے کہ اجازت نہیں ملے گی، پھر بھی کہتے ہیں کہ نظام الدین سے اجازت دیں تو کریں گے ورنہ نہ کریں گے، یہاں تو ان جماعتوں کو بھیجیں جو شرائط پوری کر رہی ہوں، اس لئے کہ ہر عورت کو وقت لگانا ضروری نہیں، مستورات کی جماعت میں بچوں کو ساتھ لے جانے کی گنجائش نہیں ہے، نہ سہ روزہ میں، نہ عشرہ میں، نہ چالیس دن میں، نہ دو ماہ میں، اگر جوان لڑکی ہے اس کے لے تین روز سے زیادہ خروج جائز نہیں، وہ سہ روزہ بھی ماں کے ساتھ ہو۔

دوستو! عورتوں کے نکلنے کا مقصد اعمال کو زندہ کرنا ہے، اگر شرائط ان کے اندر ہیں تو نکلیں ورنہ نہیں، اگر یہ سمجھے کہ نکلنا ہی ہے تو پھر لچک پیدا ہوگی، پردہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر عورت منہ کھول کر جانا چاہے تو اجازت نہ دیں، پردہ تو دین میں فرض ہے اور یہ کام سنتوں کے زندہ کرنے کا ہے، ہفتہ واری اجتماع کے علاوہ عورتوں کا کوئی اجتماع نہ ہو، سال میں ایک دو بار چار ماہ، چلے لگائے ہوئے ساتھی عورتوں کو اصول بتانے کی غرض سے بات کریں، عورتوں کی تشکیل نہ ہو، ان کے مردوں کے ذریعہ سے ہو، دین بے دینی کے راستے سے نہیں آئے گا، اگر بے دینی کے راستے سے لا گیا تو پھر تہمت ہوگی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کیوں لگی؟ اس لئے کہ وہ عائشہ تھیں، اگر ساری عورتیں بے پردہ پھریں تو کچھ نہیں، اگر جماعت کی عورتیں بے پردہ ہو جائیں تو کہیں گے کہ یہ عورتیں جماعت کی ہیں، شرائط کو پورا کرنا یہ آپ کی ذمہ داری ہے، ہمارے نزدیک کام سے زیادہ بزرگ کوئی نہیں ہے، غیر شادی شدہ لڑکی صرف سہ روزہ میں جائے گی، وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ، اب دس، پندرہ دن کی جماعت مرکز نہ آئے، کوئی تقاضہ ہو تو خط سے معلوم کرلیں، مستورات کی جماعت میں جتنے مرد ہوں اتنی ہی عورتیں بھی ہوں، کم زیادہ نہ ہوں، عشرہ لگانے والی جماعت کو علاقے میں چلائیں، عشرہ کی جماعت کو زیادہ مسافت پر نہ بھیجا جائے، ہاں اگر چلے کی جماعت مرکز آئے تو ہم دور بھیجیں گے، یہ عورتیں وہاں کی نئی عورتوں کے ساتھ وقت لگا کر ان کے اندر کام کی ترغیب چھوڑ کر آئیں گی

اور وہاں کے ذمہ داری کو پورا کریں'' (۱)۔

عورتوں کا نصابِ تبلیغ

عورتوں کے لئے کوئی گشت یا عمومی خصوصی چلت پھرت کا مطلقاً کوئی نظام نہیں ہے اور عورتیں بنیادی طور پر اس کام میں مردوں کی معاون بنائی گئی ہیں؛ تا کہ مردوں کا دین پر چلنا اور دین کے لئے قربانیاں دینا آسان ہو جائے اور ذیلی طور پر عورتوں سے ان کی ہم جنس دین اور دین کی محنت سے مانوس اور متاثر ہو کر عورتوں کے لئے تین مہینے میں ایک مرتبہ تین دن، سال میں ایک مرتبہ عشرہ، تین سال میں ایک مرتبہ چلّے کا نصاب مرکز نظام الدین میں مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ بتلایا جاتا ہے۔

جیسا کہ ابھی مذکور ہوا کہ مذکورہ بالا تمام حدود و قیود اور پابندیوں کے ساتھ فقہاء کرام عورت کے کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جس میں علمِ دین حاصل کرنے کی ضرورت بھی شامل ہے۔ ایسے ہی ان تمام شرطوں کی پابندی و اہتمام اور اس کے علاوہ دیگر احتیاطی تدابیر کے ساتھ جس کا لحاظ عورت کے جماعت میں نکلنے اور اجتماعات وغیرہ کے موقع سے کئے جاتے ہیں؛ بلاشبہ عورت کے جماعت میں نکلنے اور اجتماعات میں شرکت کے جواز کو درست قرار دیتے ہیں۔ پردہ کے حوالہ سے ان تمام ''حدودِ شرع'' ہی نہیں بلکہ ''مزاجِ شرع'' کی رعایت کے ساتھ اِن اُمور کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

خواہشمند حضرات یا تو خود مستورات کی جماعت میں نکل کر عملاً خود مشاہدہ کریں یا کسی علاقائی مرکز میں اور بہتر ہے کہ مرکز حضرت نظام الدین میں جا کر ان اُصول کو بگوشِ خود سن کر فیصلہ کریں، ورنہ تبلیغی اصطلاحات اور شرائط کے اسرار و رموز کا سمجھنا مشکل ہے؛ چوں کہ دار العلوم دیوبند، مظاہر علوم، شاہی کے فتوی سے متعلقہ استفتاء میں بھی شرائط کا ذکر ہے؛ اس لئے اُسے بعینہ نقل کیا جا رہا ہے:

---

(۱) یہ مولوی داؤد صاحب کے مکتوب کی مکمل نقل ہے، جو انہوں نے مولانا سعد صاحب مدظلہ کے حکم سے کارکنانِ دعوت کو ارسال تھا۔

مجوزین کے فتاوی

استفتاء

محترمین ومکرمین حضراتِ مفتیانِ کرام دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

سوال: محارم کی معیت میں مندرجہ ذیل قیودات کے ساتھ عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا کیسا ہے؟

(۱) مدتِ خروج کم از کم تین روز، اور زیادہ سے زیادہ چار ماہ ہوتی ہے، مسافتِ سفر حسبِ وسعت پوری دنیا ہے۔

(۲) عورتوں کی تعداد چار، پانچ سے لے کر دس بارہ تک ہوتی ہے، ساتھ جانے والے محارم کی تعداد کم وبیش ایسی ہی ہوتی ہے، مثلاً کوئی عورت اپنی لڑکی کو لے کر شوہر کے ساتھ نکلتی ہے، کبھی دو سگی بہن اپنے ایک سگے بھائی کے ساتھ نکلتی ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں محارم مردوں سے عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، البتہ ایسی صورت میں یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ ایک مرد کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دو محرم عورتیں جاسکتی ہیں۔

(۳) پردہ کے لئے نقاب والے برقعہ کے ساتھ ساتھ کفین (ہتھیلیوں) اور قدمین (پیروں) تک کے چھپانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، ہر قسم کے زیورات اور خوشبو کی ممانعت ہوتی ہے۔

(۴) جس علاقہ میں یہ جماعت پہنچے، وہاں کی مسجد میں قیام کرتے ہیں، اور اس مسجد کے قریب ترین کسی ایسے مکان میں عورتوں کا قیام رہتا ہے جس کے اندر پردۂ شرعی کا اور بشری ضروریات سے فراغت کا معقول نظم ہو، اور وہ مکان کسی پرانے دیندار کا ہو، مدتِ قیام میں اس مکان کے بالغ مرد یا تو مسجد میں جماعت کے ساتھ رہتے ہیں، یا یہ کہ بصورتِ مجبوری کسی رشتہ دار کے یہاں چلے جاتے ہیں، ایک مکان میں زیادہ سے زیادہ تین روز تک قیام رہتا ہے، صاحبِ مکان سے سابق رابطہ اور مشورہ کے بعد ہی قیام طئے ہوتا ہے۔

مردوں کی طرح عورتیں گھر گھر گشت نہیں کرتی ہیں، بلکہ مسجد سے مردوں کی جماعت گھر گھر گشت کر کے مقامی مردوں کو مسجد والے اعمال میں اور انھیں مردوں کے واسطہ سے مقامی عورتوں کو متعین مکان کے اعمال میں شرکت کی ترغیب دیتے ہیں، رات کے اوقات چھوڑ کر موقع محل کے اعتبار سے، عموماً ظہر، عصر کے درمیان، عورتوں کو پردہ میں جمع کر کے توحید و رسالت اور آخرت کے سلسلے میں گفتگو کرنے کے بعد عام طور پر مندرجہ ذیل چھ چیزوں پر تاکید کی جاتی ہے :

(الف) اول وقت میں نماز کی پابندی۔

(ب) گھر میں کسی وقت فضائلِ اعمال کی اجتماعی تعلیم، اور مسائل کے لئے اپنے اپنے محارم کے واسطہ سے علماء کی طرف رجوع۔

(ج) صبح و شام تین تین تسبیحات (تیسرا کلمہ، درود شریف، اور استغفار) اور قرآنِ پاک کی معتدبہ تلاوت۔

(د) پردہ کی اہمیت اور رہن، سہن، رفتار و گفتار، لباس وغیرہ میں سادگی اختیار کرنا۔

(ہ) اسلامی اخلاق اور معاملات اپنانا، اور ہر مسلمان کا بحیثیتِ مسلمان اکرام کرنا، خاص طور پر شوہر کی اطاعت اور حقوق کی ادائیگی۔

(و) دین سیکھنے کیلئے اپنے گھر کے مردوں کو جماعت میں نکالنے کی تشکیل، اور گھر کے بچوں کی دینی تربیت کی تاکید اور اس کی شکلیں، ملحوظ رہے کہ یہ بیان کرنے والا کوئی معمر شخص

یا شادی شدہ دیندار ہوتا ہے، جس کے ساتھ صاحبِ مکان اور ایک مناسب ساتھی ذکر و دعاء کیلئے جاتے ہیں، اگر مکان دو منزلہ یا گنجائش دار ہو تو مستورات کو دوسری منزل یا کمرہ میں بٹھا کر نیچے کی منزل یا دوسرے کمرہ میں ''لاؤڈ اسپیکر'' پر بات کرنے والا بیان کرتا ہے، جس کا بکس عورتوں کی مجلس میں ہوتا ہے، اور گنجائش نہ ہونے کی صورت میں صحن یا برآمدہ کو گھیر کر عورتوں کو اندر بٹھایا جاتا ہے، باہر کی جانب مرد بات کرتا ہے، جس میں خصوصی ہدایات یہ ہوتی ہیں کہ ہنسانے والی، رُلانے والی یا کوئی باعثِ فتنہ بات نہ کرے۔

(۶) اگر کسی عورت کو کوئی بات پوچھنی ہو تو بعد میں اپنے محرم کے ذریعہ پوچھ لیتی ہے، جس کے لئے روزانہ ہر مرد اپنی محرم عورت کے ساتھ چار یا پانچ منٹ کے لئے ہم کلام ہوتے ہیں، اس کے لئے مناسب وقت اور جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے، دن کے باقی اوقات میں عورتیں مکان کے اندر آپس میں اجتماعی اور انفرادی طور پر نماز کی عملی مشق، فضائلِ اعمال، طہارت اور صلاۃ کے موٹے موٹے مسائل کی تعلیم و تعلّم میں مشغول رہتی ہیں۔

نہ عورتوں میں کوئی امیر ہوتی ہے اور نہ کوئی تقریر ہوتی ہے، یہ دونوں ذمہ داری مشورہ سے کوئی مرد ہی سنبھالتا ہے۔

مکان اور مسجد کے تمام امور مسجد میں مردوں کے مشورہ سے طے پاتے ہیں، اور مکان کے امور اور ان کی ترتیب کاغذ میں لکھ کر بچوں کے ذریعہ یا صاحبِ مکان کے ذریعہ عورتوں کے پاس پہنچایا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا ہدایات و شرائط وقتاً فوقتاً نظام الدین بنگلہ والی مسجد کے حضرات دیتے رہتے ہیں، برائے کرم جواب نصوص سے مدلل فرمائیں۔

فقط، والسلام ...... المستفتی

محمد کریم اللہ مدنا پوری

فتویٰ دار العلوم دیوبند

الجواب وباللّٰہ العصمۃ التوفیق

حامدًا ومصلّیًا ومسلمًا : فتاویٰ محمودیہ میں ہے ”تبلیغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا اور اس کو پختہ کرنا ہے، اور دوسروں کو دین سیکھنے اور پختہ کرنے کیلئے آمادہ کرنا ہے اور اس جذبہ کو عام کرنے کیلئے طویل طویل سفر بھی اختیار کئے جاتے ہیں، جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں، عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عامۃً اس کا انتظام نہیں ہے، اس لیے اگر لندن یا کسی اور دور دراز مقام پر محرم (یا شوہر) کے ساتھ حدودِ شرع کی پابندی کا لحاظ کرتے ہوئے جائیں تو شرعًا اس کی اجازت ہے، بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے“۔(ص ۱۰۷-۱۰۸/ ج ۱۴، بعنوان: عورتوں کیلئے تبلیغی سفر)۔

آپ نے خود ہی قیود وشرائط تفصیلاً تحریر کردی ہیں، ان کے اعادہ کی حاجت جواب میں نہیں ہے، ان سب کو ملحوظ رکھ کر کام کیا جائے اور مفسدہ کا اندیشہ نہ ہو تو شرعی اعتبار سے اجازت ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد احقر محمود حسن غفرلہ بلند شہری

دار العلوم دیوبند

۳/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ (حوالہ نمبر:۳۳۳)

الجواب صحیح، حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، کفیل الرحمٰن، محمد عبد اللہ غفرلہٗ

فتویٰ دار العلوم دیوبند مع دستخط مفتی مظاہر علوم

الجواب وباللّٰہ العصمۃ والتوفیق

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ! تحصیلِ علمِ دین کہ جس میں سے عقائد واعمال، معاملات ومعاشرت، اخلاق وعادات کی اصلاح اور درستگی ہوجائے،

جس طرح مردوں پر فرض ہے، اسی طرح عورتوں کے حق میں اس کی فرضیت سے کسی کو انکار نہیں، البتہ احکامِ حجاب کا مقتضی یہ ہے کہ بغیر ضرورت، اور اجازتِ شرعیہ دونوں صنفوں کا باہم اختلاط نہ ہونا چاہئے۔ پس اگر چار پانچ عورتیں اپنے اپنے محارم کے ساتھ کسی جگہ کچھ روز کیلئے پہنچ کر احکامِ حجاب کو پوری پابندی کے ساتھ عورتوں میں اصلاح عقائد واعمال وغیرہ کی تبلیغ اور جد وجہد کریں تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف ص۲۰/ ج۱، میں مستقل ایک باب باندھا ہے: هل يجعل للنساء يوما على حدة اور اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں، اس سے احکامِ حجاب کی مکمل پابندی کے ساتھ عورتوں کو کسی بستی میں ایک مکان میں جمع کر کے تعلیم، تذکیر، پند ونصیحت، حضرت نبی کریم ﷺ سے عملاً ثابت ہے (ملاحظہ ہو بخاری شریف)۔ مگر شرط یہ ہے کہ مقامی علماءِ متقین اور اکابر مرکزِ تبلیغ بنگلہ والی مسجد نظام الدین نئی دلی کی سرپرستی اور ہدایات کی روشنی میں پورا کام کیا جائے، آپ نے مسلمان مستورات میں مسلمان عورتوں کے اپنے محارم کے ساتھ باہر جا کر تبلیغی کام کیلئے جتنے شرائط وقیود اور تفصیلات تحریر کئے ہیں، بلاشبہ وہ سب درست ہیں اور جب تک ان کو ملحوظ رکھ کر کام ہوتا رہے جائز ومستحسن ہے، کیوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اجتماعیت کے ساتھ جو فوائد مشاہد ہیں وہ انفرادیت میں نہیں، البتہ اگر کسی وقت کسی فرد یا جماعت کی طرف سے ان شرائط اور قیود میں کوتاہی ہو تو اس کی اصلاح بھی حکمت وبصیرت کے ساتھ واجب ہے، اگر باوجود کوشش کے اصلاح کی طرف توجہ نہ ہو تو پھر حکم بھی بدل جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد احقر محمود حسن غفرلہ بلند شہری، دار العلوم دیوبند

۹ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ (حوالہ نمبر:۳۷)

الجواب صحیح : نظام الدین (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)

محمد ظفیر الدین، کفیل الرحمٰن نشاط (مفتیانِ دارالعلوم دیوبند)

محمد طاہر عفااللہ عنہ (موجودہ صدر مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

فتویٰ جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ! سوال نامہ میں عورتوں کے جماعت میں نکلنے کیلئے جو شرائط نقل کی گئی ہیں وہ بالکل اسلام اور شریعت کے مطابق ہیں، اور ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ عورتوں کا جماعت میں نکل کر دین سیکھنا بلا تردد جائز اور باعثِ اجر وثواب ہے اور (طلب العلم فریضة علی کل مسلم) ......الحدیث۔ اور (کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون باللّٰه)......الایۃ کے مصداق ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

شبیر احمد عفااللہ عنہ جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

۱۲ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ (حوالہ نمبر:۳۸۰۹، ۱ الف)

الجواب صحیح : احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱۲/۱/۱۴۱۵ھ

جدید مفصل فتویٰ-جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے کہ: آج کے دور میں گھر، خاندان اور معاشرے کو دین دار بنانے کے لئے ضروری ہے کہ عورت

(جو گھر کی روحِ رواں ہے) میں دینی روح اور جذبہ بیدار ہو؛ تاکہ وہ گھر اور خاندان کو دینی ماحول اور رنگ میں رنگ سکے اور عورتوں میں دین لانے کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تبلیغی اور دعوتی دوروں پر بھی بھیجا جاتا ہے، جن میں کسی محرم مرد کا ساتھ رہنا ضروری ہوتا ہے؛ تاکہ عورت بھی مرد کی طرح دین سیکھ سکے اور عورتوں کو دین سکھا سکے، تو مذکورہ خرابیاں اور نقصانات بھی سامنے آ رہے ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ عورت اپنے گھر اور بال بچوں کو چھوڑ کر چالیس چالیس دن تک کے لئے دور دراز حتی کہ بیرون ممالک کے سفر کے لئے نکل جاتی ہے، جس سے کئی خانگی پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں، دوسرے یہ کہ ایسے لمبے سفر پر آج کے دور میں بے احتیاطیاں اور بے پردگی کا ہونا بھی لازمی ہے، نیز محرم کے علاوہ غیر محرم بھی ساتھ ہوتے ہیں، جن میں اختلاط سے اس قسم کے لمبے سفر میں بچنا تقریبا ناممکن ہے اور اس اختلاط کے بعض دفعہ برے نتائج بھی سامنے آتے رہتے ہیں اور آئے ہیں چنانچہ حضرت اقدس محدث کبیر حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم کی زبانی ہم نے خود سنا کہ اس طرح کی مخلوط جماعتوں میں معاشقے بھی ہو جاتے ہیں اور ہمارے علاقہ کا تو مشاہدہ ہے کہ یہاں سے میوات کی ایک جماعت ایک جوان لڑکی کو اپنے ساتھ بھگا کر لے گئی اور بڑی مشقتوں کے بعد اس کو واپس لایا گیا، الغرض اس طرح عورتوں کا مرکز نظام الدین دہلی کے اصول وہدایات کے مطابق جماعت میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں، بینوا وتوجروا

المستفتی: ممتاز احمد

خادم الاسلام بھاکری، سندھی پورہ، جودھ پور

باسمہ وسبحانہ وتعالی

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ سائل خود ایک عالم

دین ہے اور ایک مسلمان کے لئے کسی بھی مکتب فکر کے بارے میں بغیر شرعی ثبوت کے کوئی بات کہہ دینا مشروع نہیں ہے اور خاص طور پر دینی ذمہ دار اور عالم دین کے لئے انتہائی نامناسب بات ہے کہ اپنی زبان سے بے ثبوت بات اڑائے اور کوئی بھی بات عام کرنے سے پہلے اس کا مکمل شرعی ثبوت فراہم ہونا چاہئے ورنہ ہر کہنے سننے والے کی بات پر اعتماد کر کے اس کو زبان پر لانے کی صورت میں بعد میں ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے، یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ مستورات کی جو جماعتیں جاتی ہیں وہ صرف محرم شرعی کے ساتھ جاسکتی ہیں، مثلاً بیٹی باپ کے ساتھ جاسکتی ہے؛ لیکن ایسی صورت میں ماں کا ہونا بھی لازم ہے اور ماں ایسے بیٹے کے ساتھ جاسکتی ہے جس کی ماتحتی کو ماں مکمل قبول کرتی ہو، اسی طرح عورت اپنے شوہر کے ساتھ جاسکتی ہے وغیرہ، جن میں کسی قسم کے مفاسد کا دور تک بھی احتمال نہیں ہوتا ہے، نیز جس عورت کے چھوٹے بچے ہوں اس کے لئے بھی جماعت میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور جماعت میں نکلنے کے بعد واپس آنے تک خانگی تمام ضرورت کا مکمل انتظام کر کے ہی جاتی ہیں اور مستورات کی تین دن کی جماعت ضلع کے ذمہ داروں کے مشورہ سے ضلع کے اندر اندر ہی جاسکتی ہیں اور دس دن کی جماعت صوبہ کے ذمہ داروں کے مشورہ سے صوبہ کے دائرہ میں ہی جاسکتی ہیں اور چلہ کی جماعت مرکز نظام الدین کے ذمہ داروں کے مشورہ سے وہ جہاں بھیجتے ہیں وہیں جاسکتی ہیں اور دو مہینہ پہلے سے اس کا نظام ہوتا ہے اور چھ جوڑوں کی جماعت ہوتی ہے، جس میں ٹرین کے سفر میں عورتوں کی چھ سیٹیں ایک ساتھ ہوتی ہیں اور مردوں کی چھ سیٹیں ایک ساتھ ہوتی ہیں اور عورتوں کی سیٹوں کے کیبن میں باضابطہ پردہ لگا دیا جاتا ہے، ابھی اسی مہینہ میں راقم الحروف دہلی سے مرادآباد آرہا تھا، ریزرویشن کنفرم نہیں تھا؛ لیکن ریزرویشن ڈبہ میں چڑھ گیا، چھ جوڑوں کی جماعت اس ڈبہ میں تھی، میں جماعت

والوں کے مردوں کے کیبن میں جا کر بیٹھنے لگا، انہوں نے بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا اور میں نے پورے سفر میں اپنی منزل تک پہنچنے تک خود اس کا مشاہدہ کیا ہے، کسی قسم کے مفاسد کی بات تو بہت دور ہے، آپس میں کسی قسم کے اختلاط کا بھی دور تک احتمال نہیں ہے اور جہاں جا کر ان کو قیام کرنا رہتا ہے، اس کا انتظام بہت پہلے سے ہو جاتا ہے، عورتوں کا دیگر مردوں سے اپنے شرعی محرم کے علاوہ دعاء وسلام بھی نہیں ہوتا اور دونوں کے درمیان ضروریات کے متعلق رابطہ کے لئے قیامگاہ میں پہلے سے الگ سے ایک کمرہ متعین ہوتا ہے، جس میں عورت اپنے حقیقی محرم یا شوہر سے ضروری بات کر سکتی ہے اور اس کام کے لئے اس گھر کی عورت مستورات کا واسطہ بنتی ہے اور اس گھر کا مرد مردوں کا واسطہ بنتا ہے اور جو عورتیں جاتی آخر تک ان کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اہلیہ فلاں، دختر فلاں اور ماں فلاں کر کے ہی موسوم کیا جاتا ہے، عام طور پر یا تو ان کو پوری تحقیق نہیں ہوتی ہے، یا سنی سنائی باتوں کو پھیلانے والوں کی زبان سے سن کر اس پر اعتماد کر لیتے ہیں تو سوال نامہ میں بے احتیاطی اور بے پردگی کی جو بات ذکر کی گئی ہے یہ محض سنی سنائی بات ہے، مشاہدہ اس کے خلاف ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ محرم کے علاوہ غیر محرم بھی ہوتے ہیں تو غیر محرم جماعت میں ہونے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کے مفاسد کا احتمال نہیں ہے، اس لئے کہ مرکز نظام الدین کی طرف سے جو شرائط اور ضوابط ہیں، مستورات کی جماعت ان کی مکمل پابندی کرتی ہیں اور اختلاط کے برے نتائج سامنے آنے کی جو بات کہی گئی ہے وہ بھی بے ثبوت ہے، آج مستورات کی جماعتوں کو نکلتے ہوئے پچاس سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے، اتنے لمبے عرصہ میں آج تک کوئی شرمناک واقعہ یا کوئی برا نتیجہ ظاہر نہیں ہوا ہے اور سوال نامہ میں یہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوط جماعت میں معاشقہ ہو جاتا ہے، یہ بات ایسے لوگوں کی زبان سے نکلتی ہیں جن کا جماعت سے دور دور تک کا

بھی واسطہ نہیں اور مرکز نظام الدین کے شرائط کے مطابق مستورات کی جو جماعتیں نکلتی ہیں، ان کے بارے میں مکمل تحقیق نہیں کی جاتی ہے اور نہ مشاہدہ کیا ہے، یہ محض سنی سنائی اور اڑائی ہوئی بات ہے اور سوال نامہ میں ایک خطرناک بات لکھی گئی ہے کہ جماعت والے نوجوان لڑکی کو بھگا کر لے گئے تو اس بارے میں عرض ہے کہ آپ کے یہاں سے جو جماعت نوجوان لڑکی کو بھگا کر لی گئی ہے وہ جماعت مستورات کی جماعت ہے یا مردوں کی عام جماعت ہے، اگر مستورات کی جماعت بھگا کر لے گئی ہے تو مستورات کی جماعت میں یا تو کسی عورت کا شوہر ہوگا جو لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے یا عورت کا باپ ہوگا جس نے بھگایا ہے، یا عورت کا بیٹا ہوگا ، کیا یہ ممکن ہے کہ بیوی کے ساتھ میں رہتے ہوئے شوہر کسی نوجوان لڑکی کو لے کر بھاگ رہا ہو یا بیٹی کے ساتھ رہتے ہوئے باپ کسی عورت کو لے کر بھاگ رہا ہو، یا ماں کے ساتھ رہتے ہوئے بیٹا کسی نوجوان لڑکی کو لے کر بھاگ رہا ہو؟ اگر ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہوتا تو پورے ملک میں ہنگامہ کھڑا ہو جاتا، جب کہ جماعت سے منسلک کسی بھی شخص کو یہ معلوم نہیں ہوسکا تو جو لوگ جماعت سے وابستہ نہیں ہیں، ان کو کیسے معلوم ہو گیا جب کہ نکلنے والی جماعت کا رابطہ مستقل طور پر مرکز کے ساتھ مسلسل رہتا ہے اور اگر مستورات کی جماعت کے ساتھ نہیں بھا گی ہے؛ بلکہ مردوں کی جماعت کے ساتھ بھا گی ہے تو مستورات کی جماعت پر کیا الزام؟ اور اس کی اطلاع مرکز نظام الدین کے ذمہ دار حضرات کو دی گئی تھی یا نہیں ؟ جب کہ بغیر اطلاع کے بھی اس طرح کی باتیں عام ہوجاتی ہیں اوراخبارات کی سرخیاں بن جاتی ہیں، اگر ایک کام اچھا ہو رہا ہو تو اس کا تعاون کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس کے بارے میں بے ثبوت باتیں اڑا کر اس کو بدنام کیا جائے ، اگر محض احتمالات کی بات ہے تو نفلی حج اور نفلی عمرہ پر شریعت پابندی لگا دیتی ، چالیس چالیس دن تک سفر حج میں ایک کمرہ میں عورت ومرد کے جوڑے بھی

ہوتے ہیں اور دوسرے غیر محرم مرد بھی ہوتے ہیں، جب ایسے سفر حج اور سفر عمرہ میں مفاسد نہیں ہیں تو خواہ مخواہ مستورات کی جماعت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کر کے بدنام کرنا انتہائی نامناسب بات ہے، اب رہی ہمارے حضرت والا مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم کی بات تو ابھی چھ مہینے پہلے رجب المرجب میں ہمارے یہاں مدرسہ شاہی کے جلسہ دستار بندی میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی، صبح کو حضرت مفتی سلمان صاحب کے گھر پر ناشتہ کا انتظام ہوا، اس موقع پر حضرت کے رفیق سفر حضرت مولانا مفتی اشتیاق صاحب استاذ دار العلوم دیوبند نے یہ مسئلہ اٹھایا، اس پر کچھ دیر تک ہمارے اور حضرت کے درمیان اس موضوع پر گفتگو ہوئی، آخر میں حضرت والا نے یہی فرمایا کہ: ''بھائی نہ میں مفتی ہوں اور نہ ہی میں اس کا ذمہ دار ہوں''۔ یاد رہے آج کے زمانے میں بے دینی کا ماحول بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے، مستورات کی جماعت کے ذریعہ سے بے دینی کے ماحول میں پرورش پانے والی عورتیں اور بہت سے ماڈرن گھرانے دینی لائن میں آچکے ہیں اور اپنی اولاد کو ماڈرن اسکولوں کے حیاء سوز ماحول سے منتقل کر کے مدارس میں داخل کر کے پڑھا رہے ہیں، اس لئے مرکز نظام الدین کے اصول وضابطہ کے دائرہ میں رہ کر مستورات کی جماعت کا نکلنا بلاشبہ جائز اور درست ہے اور بعض علاقوں میں اس کی انتہائی ضرورت ہے اور مرکز نظام الدین کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کے ساتھ نکلنا ہرگز جائز نہیں ہے، بالفرض اگر کوئی جماعت مرکز نظام الدین کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کے ساتھ نکلتی ہے تو اس کو تبلیغی جماعت میں شمار ہی نہیں کیا جائے گا اور یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہے کہ خیر القرون کے زمانہ میں تبلیغی اسفار نہیں ہوتے تھے، اس لئے کہ جہاد کے اسفار بذاتِ خود جہادی اور تبلیغی دعوت دونوں قسم کے اسفار اپنے ضمن میں شامل کئے ہوئے تھے، کیوں کہ مجاہدین پر ضروری ہے کہ پہلے ایمان کی دعوت دیں، ورنہ

جزیہ کا مطالبہ کریں ، ورنہ دو دو ہاتھ کریں ، اور اس سلسلہ میں عورتوں کا اپنے شوہروں کے ساتھ لمبے لمبے سفر میں نکلنا حدیث کی مستند کتابوں سے ثابت ہے اور سفر حج اور سفر عمرہ میں عورتوں کا اپنے شوہر یا محرموں کے ساتھ بڑے بڑے قافلوں کی معیت میں سفر کرنے کا سلسلہ خیر القرون سے لے کر آج تک جاری ہے، چند حوالے حسب ذیل ہیں، ان کی مراجعت کی جاسکتی ہے (بخاری شریف: ۱/۴۰۳، رقم : ۲۷۹۳، ف: ۲۸۷۹، ۱/۴۰۵رقم : ۲۸۰۸رقم:۱۸۲۲، مسلم شریف: ۱/۳۸۵،۲/۱۱۶-۱۱۷، المصنف لابن ابی شیبہ:۳۱۸/۱۸رقم:۳۴۳۴۴، المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۴/۱۵۷رقم: ۴۰۳، بخاری شریف: ۱/۴۲۱رقم: ۲۹۱۴، ۱/۴۰۳، رقم: ۲۷۹۷،ترمذی شریف ۱/۲۸۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

شبیراحمد عفاعنہ

۲۸/محرم الحرام،۱۴۳۵ھ

فتویٰ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد (لاہور)

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام بیچ اس مسئلہ کے کہ مروجہ تبلیغی جماعت میں مستورات کا جانا کیسا ہے؟ شریعت کی رُو سے مکمل وضاحت فرمائیں ۔فجزاکم اللہ خیرًا کثیرًا

الجواب ومنه التوفيق والرشد والصواب

آج کل بے دینی کا دوردورہ ہے۔الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا ہرطرف تباہی مچارہا ہے، بے دینی' الحادفحاشی' عریانیت کا دوردورہ ہے، ہرگھر اس زہرکوقبول کرچکا ہے، اس کا موثر علاج صرف جماعت میں وقت لگانا ہے،تبلیغی جماعت جوکہ اصل میں اصلاحی جماعت ہے، ان کا جاری کردہ ''خروج النساء فی سبیل اللہ'' بہت ہی اکسیر اور مجرب نسخۂ کیمیاء ہے۔سینکڑوں نہیں' ہزاروں عورتوں کی

اصلاح ہو چکی جبکہ نقصان کا کوئی ثبوت نہیں اور چند توہمات کی بناء پر بعض علماء کرام کی طرف سے عدمِ جواز کے فتاویٰ شائع ہوئے، اس کی وجہ اس کام کا تعارف صرف سننے سے حاصل ہونے والا علم ہے۔ علامہ طحطاویؒ نے ضروریاتِ دین کو سیکھنے کے لئے عورتوں کے حق میں خروج کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، البتہ انہوں نے اس کو مشروط کیا خاوند کی اجازت سے۔ (۲۶۸/۲)

اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی بھانجی جب وقت لگا کر واپس ہوئی تو حضرت نے اپنی بھانجی سے کارگزاری سنی تو اطمینان کا اظہار فرمایا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ نے بھی اس کام کو پسند فرمایا کیونکہ انہوں نے اس میں کوئی فتنہ کا خوف وخطرہ محسوس نہیں کیا۔ (۱)

فتویٰ جامعہ فاروقیہ (کراچی)

الجواب

حــامـدًا و مصلّیًـا ! عورتوں کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور بلاضرورتِ شدیدہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، البتہ اگر ضروریاتِ دین مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے مسائل گھر میں معلوم نہ ہوسکیں تو اس کیلئے عورت حدودِ شرعیہ میں رہتے ہوئے باہر نکل سکتی ہے، آج کل چونکہ فتنہ کا دور ہے اور بے دینی تیزی سے بڑھ رہی ہے، خاص طور پر عورتوں میں بے دینی بہت ہوگئی ہے؛ اس لئے اگر عورتیں اصلاح کی غرض سے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرتے ہوئے کبھی کبھی تبلیغ کے لئے چلی جایا کریں تو اس میں گنجائش ہے؛ لیکن اگر وہ شرائط کی رعایت نہ رکھیں تو ان کا تبلیغ میں نکلنا جائز نہیں۔

---

(۱) تبلیغ بالیقین کارِ نبوت ہے : ۵۵۰

شرائط

- سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو، بچوں اور متعلقین کے حقوق ضائع نہ ہوں۔
- محرم یا شوہر ساتھ ہو۔
- مکمل شرعی پردہ ہو۔
- زینت یا بناؤ سنگار کر کے یا خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔
- عورتیں جن گھروں میں ٹھہریں وہاں پردہ کا مکمل انتظام ہو، اور مردوں کا وہاں کوئی عمل دخل نہ ہو۔
- دورانِ تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم نہ سنے۔(۱)

تقریباً یہی فتویٰ ''دارالعلوم کراچی'' کا ہے جو''البلاغ، رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ،ص ۵۱'' پر ہے، اس میں مزید یہ شرطیں بھی ہیں، عورتوں پر عمومی تبلیغ کو فرض قرار دیا جائے، جو عورتیں گھر میں رہیں انھیں کم تر اور دین سے محروم نہ سمجھا جائے۔ تعلیم میں غیر تحقیقی اور غیر شرعی باتیں نہ کی جائیں، کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔(۲)

فتویٰ جامعہ بنوری ٹاؤن (کراچی)

ایک عورت نے حضرت مولانا سے اپنے بیٹے کے ساتھ جماعت میں نکلنے کی اجازت طلب کی تھی اور اس پر فتویٰ طلب کیا تھا تو مولانا نے یہ فتویٰ صادر فرمایا تھا :

الجواب

دین سیکھنے کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ تبلیغی کام میں ضرور حصہ لیں، شوہر کی طرف سے صریح اجازت کی ضرورت نہیں، اگر آپ خدانخواستہ بیمار ہو جائیں اور تین دن

---

(۱) تبلیغ بالیقین کارِ نبوت ہے:۵۵۵-۵۵۸

(۲) الاربعین فی اصول الدعوۃ والتبلیغ :۲۴۳،مطبوعہ اتحاد بک ڈپو، دیوبند۔

ہسپتال کے لئے جانا ناگزیر ہو، تو کیا شوہر کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوگی؟
بس یہی حالت تبلیغ ہی کی سمجھ لیں، جو دیندار حضرات، عورتوں کو تبلیغ کے لئے جانے نہیں دیتے۔ ان کا یہ طرزِ عمل صحیح نہیں اور وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ سے ان کا استدلال غلط ہے کیونکہ طبعی یا شرعی ضرورتوں کے لئے باپردہ نکلنا آیت کے خلاف نہیں، آخر دوسری ضرورتوں کے لئے باپردہ ان کی عورتیں بھی سفر کرتی ہوں گی اس وقت یہ کسی کے ذہن میں نہیں آتا ہے، علاوہ ازیں دعوت وتبلیغ کے لئے ان شرائط کے ساتھ جو خواتین کے لئے مقرر ہیں نکلنا تو اس آیتِ شریف کی تعلیم ودعوت دینے کے لئے ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی خواتین جن کا عمل اس آیت کے خلاف تھا وہ اس راستہ میں نکلیں تو ان کی زندگیوں میں انقلاب آگیا اور شرعی پردہ کی پابندی کرنے لگیں۔ الغرض دعوت وتبلیغ کے راستہ میں عورتوں کو مقررہ شرائط کے ساتھ ضرور نکلنا چاہئے۔

محمد یوسف عفی اللہ عنہ

دارالافتاء، جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔(١)

فتویٰ (١) دارالعلوم حقانیہ، دیوبند ثانی، اکوڑہ خٹک

سوال: مستورات کی جماعتیں دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں چلتی پھرتی ہیں، شرعی لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: مستورات کا دعوت وتبلیغ (اصلاح) کے لئے باقاعدہ نکلنا جائز ہے۔ باقاعدہ سے مراد یہ ہے کہ

١- خاوند یا ولی کے اذن (اجازت) سے ہو (ولی وہ ہے جسے عورت کو نکاح پر دینے کا اختیار حاصل ہو، جیسے باپ، دادا، بھائی وغیرہ)۔

(١) تبلیغ بالیقین کارِ نبوت ہے : ٥٥٩-٥٦٠

٢- خاوند یا محرم کی رفاقت میں ہو(عورت کا محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہو، جیسے باپ، دادا، بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا وغیرہ)۔

٣- جانبین سے اختلاط کا خطرہ نہ ہو۔

٤- تیز خوشبو اور زینت کے لباس سے عاری ہو۔

٥- شرعی پردہ کا اہتمام کرنے والی ہوں۔

والدليل على الجواز ما رواه البخاری (ج/۱،ص/۲۰) قال النساء للنبی صلی الله عليه وسلم، غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يومًا من نفسك فوعدهنّ يومًا لقيهُنَّ فيه فوعظهنّ وأمرهنّ. (الحديث)

وماذكره قاضيخان على هامش الهندية (ج۱،ص۴۰۵)وإن لم يقع لها نازلة فأرادت أن تخرج إلى مجلس العلم لتتعلّم مسائل الصلوة والوضوء فإن كان الزوج يحفظ تلك المسائل و يذكر لها ذلك ليس لها أن تخرج بغير اذنه ، فان كان الزوج لايحفظ تلك المسائل فالأولٰى لـه أن يأذن لها بالخروج فان لم يأذن فلا شی عليه ولايسع لها ان تخرج بغير اذنه مالم يقع لها نازلة.

اور اس کے جواز کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو امامِ بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ عورتوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ ﷺ کے پاس آنے میں ہم پر غالب ہوئے تو آپ ﷺ اپنی طرف سے ہمارے لئے ایک دن مقرر کردیجئے، آپ ﷺ نے ان سے ایک دن ملنے کا وعدہ فرمایا، اس دن ان کو نصیحت کی اور شرع کے حکم بتلائے اور وہ بھی اس کے جواز کی دلیل ہے جو قاضی خان نے فتاویٰ ہندیہ کے حاشیہ جلد نمبر/۱،ص/۴۰۵ پر درج کیا ہے وہ یہ ہے :

''اور اگر عورت کو کوئی نیا دینی مسئلہ پیش نہ آیا ہو اور وہ نماز اور وضو کے مسائل سیکھنے

کے لئے مجلس علم میں شرکت کرنے کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو اگر شوہر وہی مسائل یاد کرسکتا ہو، اور وہ اپنی بیوی کو بتلاسکتا ہو تو عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں اور اگر شوہر مسائل یاد نہیں کرسکتا پس بہتر یہ ہے کہ شوہر عورت کو اجازت دے دے، پس اگر شوہر نے اجازت نہ دی تو عورت پر کوئی گناہ نہیں اور جب تک کوئی ضروری مسئلہ پیش نہ آئے اس وقت تک عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ اس جہل اور بے دینی کے دور میں ہر کام ضروری مسئلہ بن گیا ہے''۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو اگر حیض، نفاس یا اور کوئی ضروری مسئلہ پیش آئے تو خاوند کی اجازت کے بغیر بھی اس کے سیکھنے کے لئے نکل سکتی ہے۔

حضرت مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ اپنے مایہ ناز تصنیف ''منھاج السنن شرح ترمذی شریف'' کے جلد نمبر ۵، ص/۱۲۹ پر باب مَاجَاءَ فِیُ خُروجِ النِّساءِ فِی الُحَربِ (یعنی عورتوں کا جہاد کے لئے نکلنا) کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

هل يجوز خروجهن فی الجماعة التبليغية اختلف فيه العلماء قال بعضهم لايجوزلهن الخروج كمالم يجزلهن الخروج الٰی المساجد سواء أذن لهن الأزواج أولم يأذن ولعدم رعايتهن الشروط من الاجتناب عن التعطر ولباس الزينة والاجتناب عن اختلاط الرجال عند الدخول والخروج.

اِس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ان کے لئے تبلیغ میں نکلنا جائز نہیں ہے جیسا کہ ان کے لئے مسجد میں جانا جائز نہیں۔ خواہ شوہر کی اجازت سے ہو یا نہ ہو۔ اس لئے کہ عورتیں خوشبو، زینت کے لباس اور مساجد کو داخل ہونے یا نکلنے

کے وقت مردوں کے ساتھ اختلاط سے اجتناب جیسے شرائط کا لحاظ نہیں کرتیں۔
هو واضح وعليه الفتوى والأمر أنّ صلوٰة الجماعة أهم من التبليغ المروج المتحدثة فى عهدنا وقال بعضهم يجوزلهن الخروج إذاكان بإذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزينة والتعطر واختلاط الرجال، مادامت النساء راعت هذه الشرائط فلانكير فيه لأنّه خروج للعلم بإذن الزوج وهو جائز كما فى الخانية وقال عليه السلام طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة رواه أبوحنيفةؒ...... قلت وفى عهدنا كثرالفساد والجهل عن الدين فى العوام وفى نساء الخواص، فاذا انسد باب الفساد برعاية الشرائط ...... فأىّ شىء يمنع من الخروج والحال أنّ هذا الخروج خروج للعلم والزوج جاهل أولا يهتم لتعليم نسائه قال قاضيخان فى فصل حقوق الزوجية وإذا أرادت المرأة أن تخرج إلٰى مجلس العلم بغير إذن الزوج لم يكن لها ذالك فإن وقعت لها نازلة فسألت زوجها وهوعالم فأخبرها بذالك ليس لها أن تخرج بغير إذنه وإن كان الزوج جاهلًا وسأل عالمًا عن ذالك فكذالك وإن امتنع الزوج عن السوال كان لها أن تخرج بغير اذنه لأنّ طلب العلم فيما يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج إن لم يقع لها نازلة وأرادت أن تخرج إلٰى مجلس العلم لتعلم مسائل الصلوٰة والوضوء، فإن كان الزوج يحفظ تلك المسائل ويذكرك لها ذالك ليس لها أن تخرج بغير

إذنه فإن كان الزوج لايحفظ المسائل فالأولى له أن ياذن لها بالخروج فإن لم يأذن فلا شيء عليه ويسع لها أن تخرج بغير إذنه مالم يقع لها نازلة. انتهى وبالجملة ان الخروج لطب العلم جائز لاسيما إذاكان بمرافقة الزوج والخروج عندالنازلة جائز بلا إذن الزوج.(۱)

اور وہ واضح ہے اور اُسی پر فتویٰ ہے (کہ عورتوں کے لئے مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے نکلنا جائز نہیں) اور بات یہ ہے کہ جماعت کی نماز موجودہ مروج تبلیغ سے زیادہ ضروری ہے (تو جب نماز کے لئے نکلنا جائز نہ ہوا تو تبلیغ کے لئے نکلنا کیسے (واضح رہے کہ یہ بعض علماء کا قول ہے اور اس کے بالمقابل جواز کا قول حضرت مفتی صاحب نے ذکر کیا ہے اور اس کو ترجیح دی ہے۔ جس کا بیان عنقریب آرہا ہے) جائز ہوگا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عورتوں کے لئے تبلیغ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ جبکہ شوہر کی اجازت سے ہو اور زیب وزینت اور فیشن کے لباس اور خوشبو لگانے سے پرہیز کرتی ہوں اور مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔ عورتیں اگر ان شرائط کی رعایت کرتی ہوں تو پھر نکلنے میں کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ یہ نکلنا شوہر کی اجازت سے درحقیقت حصولِ علم کے لئے ہوتا ہے اور یہ جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ خانیہ (قاضی خان ج/۱، ص/۴۰۵) میں ہے اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ طلبِ علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، اس کو امام ابوحنیفہؒ نے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں (یعنی شیخ الحدیث مفتی محمد فرید صاحبؒ) کہ ہمارے زمانہ میں فساد اور دین سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے۔ عوام میں بھی اور خواص (علماء اور دیندار) لوگوں کی عورتوں میں بھی (جیسا کہ تجربہ سے واضح ہے) پس شرائطِ مذکورہ کی

(۱) منهاج السنن: ج/۵، ۱۶۹-۱۷۰

رعایت کرنے کی وجہ سے اگر فساد کا دروازہ بند ہوجائے تو پھر وہ کونسی چیز ہے جو عورتوں کو تبلیغی جماعت میں نکلنے سے روک لے اور حال یہ ہے کہ یہ نکلنا حصولِ علم کے لئے ہے اور عورت کا شوہر یا تو دین سے ناواقف ہے یا ان کی تعلیم کا اہتمام نہیں کرتا (چاہے عالم کیوں نہ ہو)، قاضی خان نے ''حقوقِ زوجیت'' (ج۱، ص۴۰۵) کے فصل میں لکھا ہے اور جب عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مجلس علم میں نکلنے کا ارادہ کرے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں۔ پس عورت کو اگر نازلہ حادثہ (ضروری مسئلہ) پوچھنے کی ضرورت ہو اور اس نے اپنے شوہر سے پوچھا درآنحالیکہ وہ عالم ہو۔ پس اس نے وہ مسئلہ بتلایا تو اب عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں اور اگر شوہر عالم تو نہ ہو مگر اس نے کسی عالم سے وہ مسئلہ پوچھا تو پھر بھی عورت کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر شوہر خود بھی عالم نہ ہو اور نہ عالم سے مسئلہ پوچھتا ہو تو پھر عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی نکلنا جائز ہے۔ اس لئے کہ ضروریاتِ دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ پس یہ شوہر کے حق پر مقدم ہے (یعنی اس میں شک نہیں کہ عورت پر اپنے خاوند کے حقوق پورا کرنا لازم ہے، مگر دین کے ضروری مسائل جس کا حاصل کرنا بھی اس پر فرض ہے خاوند کے حقوق سے آگے ہے) اور اگر عورت کو کوئی نازلہ حادثہ دینی مسئلہ پیش نہ آیا ہو، اور وہ نماز اور وضو کے مسائل سیکھنے کے لئے مجلس علم میں شرکت کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو اگر شوہر وہی مسائل یاد کر سکتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو بتلا سکتا ہو تو عورت کے لئے شوہر کی اجازت (معلوم ہوا کہ اگر اسی صورت میں خاوند اجازت دے تو بھی نکلنا جائز ہے) کے بغیر نکلنا جائز نہیں اور اگر شوہر مسائل یاد نہیں کر سکتا پس بہتر یہ ہے کہ شوہر عورت کو اجازت دے دے۔ پس اگر شوہر نے اجازت نہ دی تو عورت پر کوئی گناہ نہیں اور جب تک کوئی ضروری مسئلہ پیش نہ آئے اس وقت تک عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنا

جائز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم کی طلب کے لئے نکلنا شوہر کی اجازت سے جائز ہے خصوصاً جب عورت خاوند کی رفاقت میں ہو اور جب کوئی ضروری مسئلہ درپیش ہو تو بغیر اجازت بھی نکلنا جائز ہے۔

مذکورہ بالا فتویٰ کے بعض فوائد ونکات

فائدہ نمبر : ۱

آج کل عورتوں کا مسجدوں میں جانا، نماز باجماعت پڑھنے کے لئے یقیناً درست نہیں ہے، مگر اس پر یہ قیاس کرنا کہ عورتوں کے لئے تبلیغی جماعتوں میں نکلنا بھی جائز نہیں، بیجا ہے؛ اس لئے کہ دونوں میں فرق ہے، کیونکہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مردوں کا عورتوں کے ساتھ اختلاط واضح ہے جبکہ تبلیغی جماعت میں مرد اور عورتوں کے اختلاط کا تصور بھی نہیں اور یہ کہ جماعت کی نماز عرفی مروج تبلیغ سے زیادہ اہم ہے، بظاہر تو یہ بات بہت اچھی ہے لیکن درحقیقت اس کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے کہ تبلیغ میں نکلنے کے ذریعہ وضو، نماز اور دینی مسائل سیکھے جاتے ہیں اور ایمان ویقین کا مذاکرہ ہوتا ہے۔ دین کی قدردانی دل میں بٹھائی جاتی ہے اور ضروری مسائل سیکھنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ برخلاف نماز باجماعت پڑھنے کے کہ اس کا وجوب عورت پر نہیں، ان حضرات کا طریقۂ کار استدلال عجیب ہے، وہ یہ کہ جو چیز عورت پر واجب (یعنی نماز باجماعت) نہیں اس کو واجب سمجھ کر تبلیغی جماعت میں نکلنے کی ممانعت کو اس پر قیاس کرنے یا دلالۃ النص (علماءِ اصول کی اصطلاح میں یہ حکم شرعی ثابت کرنے کی ایک دلیل ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک حکم کی علت لغت کی رو سے معلوم ہوئی اور یہی علت دوسری جگہ بھی پائی جائے تو کہا جاتا ہے کہ چونکہ وہی علت یہاں پائی گئی تو وہی حکم یہاں بطریقہ اولیٰ ثابت ہوگا) کے طریقے سے ثابت کرتے ہیں۔

اور کلام الٰہی نے پوری وضاحت کے ساتھ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے ہر مرد وعورت کی امتیازی نشانی بلکہ ذمہ داری اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دی ہے، چونکہ ارشاد باریٔ

تعالٰی ہے: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَّأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۱) توجوحضرات یہ کہتے ہیں کہ شریعت نے عورتوں کودعوت وتبلیغ کا مکلّف نہیں بنایا ہے توان کا یہ کہنا بہت ہی تعجب خیز ہے۔

فائدہ نمبر : ۲

دورِحاضر میں عورتوں کے لئے تبلیغ میں نکلنا اس لئے ضروری ہے کہ فسادات کی بہتات ہے دین سے جہالت اور بیگانگی روزافزوں ہے، اُمتِ مسلمہ کے گھرانے بے دینی، بے حیائی اورفحاشی کی لپیٹ میں ہیں۔ ہرگھر میں ٹی-وی، وی-سی-آر، اور ڈش اینٹینا کی لعنت برپا ہوچکی ہے، یہاں تک کہ بعض اہلِ نظر بھی دشمنانِ اسلام کے شیطانی شکنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں جن مردوں کا یہ حال ہوتو ان کے عورتوں کا کیا کہنا؟ جبکہ عورتیں تو ویسے ہی وہم پرستی، دین سے ناواقفیت، بدعات ورسومات میں گھری ہوئی ہوتی ہیں۔ عام لوگوں کی عورتوں کی یہ حالتِ زار مخفی نہیں بلکہ اکثر خواص کی عورتیں بھی دینیات اور ان کے جو مخصوص احکامات ہیں مثلاً حیض، نفاس وغیرہ کے مسائل سے ناواقف ہوتی ہیں، وضو، نماز اور پردہ جیسے اہم مسائل سے محرومیت کا شکار ہوتی ہیں اور جو علم والے ہوتے ہیں وہ بھی اپنی عورتوں کی ضروریاتِ دین سکھلانے کی طرف توجہ نہیں دیتے، الا ماشاء اللہ اوراسی صورتِ حال کو سمجھانے کے لئے لمبے چوڑے دلائل پیش کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ یہ مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے۔ اب ایسے حالات میں عورتوں کے اندر دینی جذبہ اورفکر پیدا کرنا اوران کوضروریاتِ دین سکھانا ایک اہم دینی ضرورت ہے تو اس کے حصول کے لئے نکلنا ناجائز اورحرام کیسے ہوگا؟ خصوصاً جب شرائط مقررہ کوملحوظ رکھے ہوئے فسادِ موہوم کا راستہ بھی مسدود اور بند ہو۔

فائدہ نمبر : ۳

عورتوں کا تبلیغ میں نکلنا حقیقت میں روزمرہ کے ضروری مسائل سیکھنے اورسکھانے کے

(۱) التوبۃ : ۷۱

لئے ہوتا ہے اور دین سیکھنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے یہ نکلنا ہوتا ہے اور یہ ضرورت مردوں کے تبلیغ میں جانے اور نکلنے سے پوری نہیں ہوتی، پس اگر تبلیغ فرض کفایہ ہو جائے تب بھی اس کے کرنے سے عورتیں بری الذمہ نہیں ہوسکتیں۔

فائدہ نمبر : ۴

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ عورت کے لئے بعض (یعنی حادثہ اور ضروری دینی مسئلہ در پیش ہو تو بغیر اجازت بھی نکل سکتی ہے) صورتوں میں شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا بھی جائز ہے تو اگر یہ نکلنا شوہر کی اجازت سے ہو یا اس کی رفاقت میں ہو تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

فتاوی فریدیہ میں عورتوں کے جماعت میں نکلنے کے بشرائط جواز پر یوں لکھا ہے:

''چونکہ موجود زمانہ میں عوام بلکہ خواص کے گھروں میں اصلاحی نظام کالعدم؛ لہٰذا اس زمانہ میں اصلاح اور حصول علم دین کے لئے عورتوں کا گھروں سے نکلنا جو بشرائط اور با قاعدہ ہو قابل تحسین امر ہے''(۱)

فتویٰ (۲) دارالعلوم حقانیہ، دیوبند ثانی، اکوڑہ خٹک

سوال: دورِ حاضر میں تبلیغی جماعت والے مستورات کی اصلاح اور تبلیغ دین کیلئے خواتین کی جماعتیں نکالتے ہیں جبکہ خواتین کے ساتھ ان کے محارم، دیگر حدودِ شرعیہ اور پردے کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے، کیا ان شرعی حدود و قیود کی پابندی کرتے ہوئے مستورات کا تبلیغ دین کیلئے نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مروجہ تبلیغ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور تعلیم و تعلّم ہے جس کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت کی شرعی ذمہ داری ہے اور دونوں کو تبلیغ دین کا حق حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ بے شمار نیک خواتین قرآن وحدیث کے علوم کی ماہرات گذری ہیں، اور پھر حضور ﷺ کے مبارک دور میں خواتین اسلام کا جہاد میں شریک ہونا بھی ثابت ہے، اس لحاظ سے

(۱) فتاوی فریدیہ: ۱/۱۸۰، دارالعلوم صدیقیہ، زروبی، ضلع صوابی (پاکستان)۔

خواتین کی جہاد میں شرکت کی بناء پر تبلیغی جماعات میں خواتین کی شرکت جائز معلوم ہوتی ہے،تاہم پردہ،محارم اور دیگر حدودِ شرعی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

لما رواه الامام أحمد بن اسماعيل البخاریؒ عن انس قال لمّا كـان يوم أحد انهزم النّاس عن النبی ﷺ ولقد رأيتُ عائشة بنت ابی بكـر وأمّ سليـم وأنّهمـا مشمرتـان أری خدم سوقهمـا تنفزان القُرب، وقال غيره : تنقلان القرب علی متـونهـما، ثمّ تفرغانه فی افواه القوم ، ثمّ ترجعان فتملآنهما ثم تجيئان فتفرغانه فی افواه القوم (بخاری:باب غزوة النساء وقتالهنّ مع الرّجال) (۱)

جیسا کہ امامِ بخاریؒ سے منقول ہے وہ حضرت انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب احد کے دن مسلمان شکست سے دوچار ہوگئے تو میں نے حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ اور امّ سلیمؓ کو دیکھا کہ وہ وہ کمر کسی ہوئی ہیں، اپنے کاندھوں پر پانی کے مشکیزے لا رہی ہیں اور اسے زخمیوں کو پلا رہی ہیں۔

فتوی دار العلوم زکریا

سوال: خواتین کا تبلیغ کرنا اور اس کے لئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ”قرآن اور احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ خواتین کا تبلیغ کرنا اور اس کے لئے سفر کرنا جائز ہے،ہاں شرائط اور اصول کی پابندی ضروری ہے جس کا خاص اہتمام ملحوظ رہے“(۲)

عصرِ حاضر کے اکابر کی آراء

مستورات کی تبلیغی جماعت اور ان کے اجتماع میں شرکت کے حوالہ سے دورِ حاضر کے اکابرین نے مذکورہ بالا تمام احتیاط اور پابندیوں کے ساتھ اجازت دی ہے۔

(۱) فتاوی حقانیہ : ۴۳۹/۲، مطبوعہ دار العلوم اکوڑہ،خٹک۔
(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتاوی دار العلوم زکریا:۴۵۸/۱،زم زم پبلشرز،کراچی۔

فتویٰ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ

سوال: کیا عورتوں کا تبلیغ کیلئے سفر کرنا مع محرم کے درست ہے؟ مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے؟

جواب: تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ علم کے لازم ہے، لیکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکرِ معاش سے فارغ بھی ہوں، تبلیغ کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔فرض لازم ہر مسلمان کے ذمہ نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا زمانۂ خیر الامم میں نہ تھا اور نہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کیلئے سفر کریں، عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں، حج فرض کیلئے بھی بغیر محرم کے جانا جائز نہیں، تو صرف تبلیغ کیلئے کیسے جاسکتی ہیں۔ واللہ اعلم ......(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ) (جیسا کہ اِستفتاء میں ذکر کیا گیا عورت کے قریبی محرم شوہر کا ساتھ نکلنا اُصول میں سے قرار دیا گیا ہے)۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی تائید وتوثیق

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جب مستورات میں کام کا ارادہ فرمایا تو شروع کرنے سے پہلے اکابرعلماء وصلحاء سے مشورہ کیا جب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کو آپؒ نے مستورات کے کام کی تفصیل بتلائی اور کام شروع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ ہمت فرما کر کام شروع کردیں، میں آپ کی ہر طرح اعانت کروں گا، حضرت مفتی صاحبؒ کے فرمان پر آپ میں قوت وہمت پیدا ہوگئی۔(۱)

---

(۱) تبلیغ کا مقامی کام : ۱۰۶، تالیف: حضرت الحاج میانجی محمد عیسیٰ فیروزپوریؒ

فتویٰ فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحبؒ

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ اس بارے میں یوں فرماتے ہیں:

''حضرت نبی کریم ﷺ نے مستورات کی درخواست پر ان کے لئے اجتماع کا دن اور مکان مقرر فرمایا تھا پھر ازواجِ مطہراتؓ کے پاس کثرت سے مستورات دین سیکھنے اور مسائل معلوم کرنے کے لئے آیا کرتی تھیں یہ تو حدیث شریف میں موجود ہے۔اب جبکہ دین سے بے خبری بلکہ بے حیائی غالب آچکی ہے اور مستورات کے والد، دادا، بھائی، شوہر وغیرہ ان کو دین نہیں سکھلاتے اور نہ مردوں کی طرف سے دین سیکھنے کا کوئی انتظام ہے تو اس حالت میں ضروری ہے کہ مستورات کے لئے دین سکھلانے کا انتظام کیا جائے مگر اس میں بھی حدودِ شرعیہ کی پابندی لازم ہے۔ مثلاً یہ کہ اپنے محلّہ یا اپنی بستی میں پردہ کے ساتھ جائے، نامحرم کے ساتھ نہ جائے۔ اگر کوئی عورت کتاب سنائے یا تقریر کرے تو اس کی آواز نامحرم تک نہ پہنچے۔ لاؤڈ اسپیکر نہ ہوں، اور بے ضرورت جمع نہ ہو، اور اگر دوسری بستی میں جانا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جائے، اگر حدودِ شرعیہ کی رعایت نہ کی گئی تو فتنے پیدا ہوں گے ...... اللہ پاک محفوظ رکھے۔(۱)

فتویٰ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ

ایسے ہی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مستورات کے تبلیغی جماعت میں نکلنے کے حوالہ سے یوں فرماتے ہیں :

''مستورات کی تبلیغی جماعت میں مجھے خود اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ساتھ شرکت کا موقع ملا۔ مستورات کے تبلیغی عمل کا میں نے خود مشاہدہ کیا، جس میں شریعت کے تمام احکام کی مکمل پابندی کی جاتی ہے اور پردہ کے تمام احکامات کو ملحوظ رکھا جاتا

(۱) فتاوی محمودیہ : ۱/۲۶۷، محقق مخرّج، مطبوعہ مکتبہ صدیق، ڈابھیل

ہے۔مستورات کی تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جوشرائط رکھی ہیں وہ مکمل شریعت کے مطابق ہیں اور ان شرائط کی پابندی نہ کرنے والی مستورات کو تبلیغی عمل میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی۔ان تمام امور کے بعد میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت میں شرکت کے عدمِ جواز کا فتویٰ کیوں دیا جاتا ہے؟ میری رائے میں مستورات کا اس طرح تبلیغ کے لئے جانا درست اور جائز ہے۔

مستورات کی جماعتوں کی وجہ سے ہزاروں عورتوں کی اصلاح ہوگئی ہے اور بہت سی عورتیں جو بے حجاب، کھلے بندوں، بے پردہ نکلتی تھیں اور قرآن کریم نے جس کو "تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّة" کہا ہے اس کا پورا پورا مظاہرہ کرتی تھیں۔الحمدللہ! ان مستورات کو دیکھ کر، ان کے پاس بیٹھ کر اوران کی دینی باتیں سن کر ان کی اصلاح ہوگئی ہے اور اب وہ مکمل حجاب کے ساتھ نکلتی ہیں، اس لئے اس ناکارہ کے نزدیک تو شرائط مرتبہ کے مطابق نہ صرف مستورات کا تبلیغ میں نکلنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ، خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے، ہمارے ہاں جو بے پردگی کا رواج ہوا ہے اور الا ماشاءاللہ کوئی گھرانہ مشکل ہی سے اس طوفان بلاخیز سے محفوظ رہا ہوگا، اس کی ابتداء انگریز نے غیر مسلم استانیوں کے ذریعہ کی اور بالآخر اس تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کرلی، اگر بشرائط معروفہ تبلیغی جماعت میں مستورات کی نقل وحرکت کو رِواج دیا جائے تو انشاءاللہ اس کے بہت مبارک اثرات ظاہر ہوں گے وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا. (۱)

سوال: عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

جواب: تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کیلئے خاص اُصول وشرائط رکھے ہیں ان اُصول کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے،

(۱) بحوالہ: ماہنامہ ''بیّنات'' کراچی، جون ۱۹۹۸ء، تبلیغ کا شرعی مقام

اس سے دین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور امت میں دین والے اعمال زندہ ہوں گے۔(١)

ارشادِ گرامی حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہری(١)

''مہینہ میں ایک بار ایک دو دن کیلئے خواتین کی جماعت (مع شوہر یا محرم) بھی نکالی جائے، اعتراض کرنے والوں کو نہ دیکھیں؛ بلکہ فائدہ کو دیکھیں، مولوی جب کسی کام کے موافق نہ ہو تو اُس کی دلیلیں ڈھونڈھ لیتا ہے، ایسے لوگوں کا کوئی اعتبار نہ کریں ''(٢)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

---

(١) آپ کے مسائل اور ان کا حل، از مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ، بعنوان تبلیغ دین: ٢٧٥/٧

(١) حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری ثم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہندوستان کے صوبۂ یوپی کے مشہور ضلع ''بلندشہر'' کے ایک موضع ''بسی'' میں ہوئی، آپ نے وہیں حفظ قرآن کیا اور ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کی، ١٣٦٣ھ میں مظاہر العلوم میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے، رشد و ہدایت کے آفتاب، سمندرِ علم کے شناور اساتذہ سے کسبِ فیض کیا، فراغت کے بعد مختلف جگہوں پر مسندِ تدریس کو زینت بخشی، خصوصا دار العلوم کراچی میں تدریس کی خدمت انجام دی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو ان پر بہت اعتماد تھا عربی اردو میں تقریباً سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں جو دنیا میں مقبول خاص و عام ہیں، بعض کے تراجم دیگر زبانوں میں شائع ہوئے ہیں، جن سے اہلِ اسلام دنیا بھر میں استفادہ کر رہے ہیں، حضرت کا تبلیغ کے ساتھ خاص تعلق رہا، فراغت کے بعد بستی نظام الدین میں ڈھائی سال قیام کیا، اس عرصہ میں مرکز نظام الدین کے تمام کاموں میں حصہ لیا، نیز مدراس، حیدرآباد دکن بنگلور، یوپی اور میوات کے علاقوں میں بارہا جماعتوں کے چلت پھرت میں حصہ لیا اور بکثرت مستورات کی جماعت خود لے کر جاتے رہے، اور سب سے پہلے مستورات کی جماعت بھی آپ ہی لے گئے (اس بات کو آپ کے خادم خاص مولانا اشرف علی مدنی نے لکھا ہے)۔ آخر عمر میں مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور چھبیس سال تک وہاں تشنگانِ علوم کو سیراب کرتے رہے، حیاتِ مبارکہ کے آخری دن کی نمازِ فجر با جماعت مسجدِ نبوی ادا فرمائی اور رمضان المبارک کے عارضی قیام گاہ (رباطِ بخاری) میں تشریف لے گئے، دیر تک تلاوتِ قرآن میں مشغول رہے، اور نمازِ ظہر سے پہلے سفر آخرت پر تشریف لے گئے۔

(٢) یادگارِ صالحین : ١٥٢

''دوسرا اعتراض جماعت پر یہ ہے کہ عورتوں کی جماعتیں نکالتے ہیں، یہ اعتراض بھی جاہلانہ ہے، جن مفتیوں نے جماعتِ تبلیغ میں عورتوں کے نکلنے کے خلاف فتوی دیا ہے، ان لوگوں نے ان جاہل دشمنوں کی باتوں پر اعتماد کیا ہے جن کو صرف اعتراض کرنا ہی آتا ہے، جماعت کے ساتھ کبھی نہیں گئے نہ مردانہ جماعت میں، نہ زنانہ جماعت میں، جب محرم کے ساتھ جانے کی شرط ہے اور پردہ کا اہتمام ہے تو ہر اعتراض غلط ہے، احقر (حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری، مفتیٔ مدینہ) خود عورتوں کی جماعت لے کر ہندوستان کے مختلف شہروں میں گیا ہے، میں نے تو اس میں خیر ہی پایا۔ جن مفتیوں نے جماعت کو نہ دیکھا، نہ آزمایا، نہ کبھی ساتھ گئے اُن کا فتویٰ جماعت پر کیا حجت ہوگا؟ جماعت میں خود علماء موجود ہیں، جو اُونچ نیچ کو سمجھتے ہیں''۔(۱)

اور ایک جگہ فرماتے ہیں :

''یہ جو آپ نے لکھا ہے عورتیں جماعت میں نہ نکلیں اور گھروں میں تعلیم کا سلسلہ جاری کریں، اس سے کام بننے والا نہیں، چھوٹی بچیاں تو گھروں میں تعلیم کر سکتی ہیں ؛لیکن بڑی عمر کی عورتیں جو شریعت کے خلاف زندگی گذار رہی ہیں، ان کو ماحول کی تبدیلی کی ضرورت ہے''۔(۲)

اور فرماتے ہیں کہ :

''ایک بات اور خیال شریف میں لائیں اور وہ یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت باپردہ محرم کے ساتھ نکلنے پر تو (آپ) اعتراض کر رہے ہیں، مفتیانِ کرام ہوں یا آپ کی گرامی قدر شخصیت ہو، آپ کو اور ان حضرات کو حدیث بھی معلوم ہونی چاہئے، دیکھئے! امام ابوداوٗدؒ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا ہے ''باب فی النساء یغزون'' پھر حدیث نقل کی ہے ''کان رسول اللّٰہ ﷺ یغزو

(۱) یادگارِ صالحین : ۹۳۰-۳۱

(۲) یادگارِ صالحین : ۹۳۱

بــأمّ سـليم ونسوة مـن الانـصــار يسـقيـن المـاء ويداوين الجرحیٰ " اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے"۔(۱)

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ تبلیغی جماعتوں میں عورتوں کے لئے نکلنا بذاتِ خود ممنوع اور ناجائز نہیں بلکہ یہ دینی ضرورت ہے۔خصوصًا عصرِ حاضر میں اور اگر خارجی (یعنی یہ کہ اس میں فساد اور خطرہ ہے) عوارض کا سہارا لے کر اس کو ناجائز کہنا ہوتو یہ اگر اس وجہ سے یہ کام مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے نکلنے پر قیاس ہوتو قیاس مع الفارق ہے اور اگر اس وجہ سے ہو کہ عورتیں اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مکلّف نہیں تو یہ نصوص (قطعی آیات اور احادیثِ قطعیہ) کے خلاف رائے قائم کرنا ہے جس کی تفصیل گزر گئی اور اگر اس وجہ سے ہو کہ اس کام میں فساد، متوہم ہے تو یہ خود ایک توہم ہے (اگر غور کیا جائے تو تبلیغ میں مستورات کی افادیت یقینی ہے اور فساد ظنی اور خیالی ہے اور قانون یہ ہے کہ ظنی چیز یقینی چیز کا مقابلہ نہیں کرسکتی) جبکہ شرائط کی رعایت کرنے کی وجہ سے فساد ختم بھی ہوسکتا ہے بلکہ تبلیغ تو ہے ہی فساد کو دفع کرنے کے لئے ،اور اگر اس وجہ سے ہو کہ اس کے لئے خیر القرون (بہتر زمانہ) میں کوئی خاص نظیر نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے لئے نظیر ڈھونڈنے کی بالکل ضرورت نہیں بلکہ اعلاءِ دین (دین کی سر بلندی) کے لئے ایک طریقہ ہے جیسا کہ موجودہ مروج تعلیم کے لئے خیر القرون میں کسی خاص نظیر کی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں نیز ازواجِ مطہراتؓ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج اور جہاد کے اسفار میں شریک ہونا اور آپ ﷺ کے بعد نفلی حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے نکلنا اس کام کے جواز کا واضح نمونہ، دلیل اور منشاء ہے۔

---

(۱) یادگار صالحین : ۹۳۲

بعض حضرات کا اختلافِ رائے

مستورات میں تبلیغ کے کام کو بعض حضرات درست نہیں کہتے ہیں۔اوّلاً تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اکابر مفتیانِ کرام جنہوں نے تبلیغ کے کام کو بالکل قریب سے دیکھا ہے، اس میں عملاً شرکت کی ہے، اس کے قواعد وضوابط، اُصولوں اور پابندیوں کو باریک بینی سے ملاحظہ کیا ہے۔ انہوں نے مستورات کے تبلیغی کام کو پردہ اور اس سے متعلق شریعت کے تمام احکام کو جامع اور شامل ہونے کی وجہ سے درست قرار دیا ہے اور اس حوالہ سے ہم نے چند فتاویٰ نقل کردیئے ہیں۔اس لئے اس بارے میں حقیقت میں دیکھا جائے تو انہیں لوگوں کی رائے معتبر اور درست سمجھی جانی چاہئے جنھوں نے مستورات کے کام کا اپنی عملی شرکت کے بعد اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔دوسری بات یہ بھی ہے کہ رائے کا اختلاف یہ تو ہر دور میں رہا ہے۔خود صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، فقہ ومحدثین کا دور جو کہ بہترین دور کہلاتا ہے، وہ جب بعض مسائل میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگئے ہیں ان کے مابین اختلافِ رائے پیدا ہوگیا۔خود ہمارے اکابر میں آج بھی بہت سے مسائل کے درمیان حلت وحرمت کا اختلاف ہے، اس لئے ہر زمانہ میں ہر فریق اپنی رائے کو صواب محتمل الخطا اور دوسرے کی رائے خطا محتمل الصواب سمجھتا رہا ہے، اگر کسی صاحب کو ذاتی طور پر اختلاف ہو، انشراحِ صدر نہ ہو تو اہلِ دعوت ان کو مستورات کی جماعت میں نکلنے پر اصرار بھی نہیں کرتے لیکن بعض حضرات کا اپنی جزوی رائے کو اجتماعی فیصلہ کے طور پر باصرار عوامی مجمعوں میں بیان کرنا نہایت ناعاقبت اندیشی ہے اور عوام میں ایک عالمگیر نفع بخش کام کے تئیں انتشار بپا کرنا ہے۔



اگر خدا کی توفیق سے اقرار کرنے والے کوشش کر کے محمد ﷺ کے اعمال کا ماحول قائم کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو جگائیں گے اور جو اعمالِ محمد ﷺ کا انکار کرتے ہیں تو انھیں دونوں جہاں میں گرائیں گے، وہ اعمال ایسے ہیں کہ وہ عمل سب کو کرنے ہوں گے، مرد مسجدوں میں، عورتیں گھروں میں، سب سے پہلی چیز کلمے کی دعوت آئی ہے جو ملک اور مال، مکان، برق، فضا کی طاقت، سائنس اور راکٹ ہے اس کی تردید کرو، ان سے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ سے بنتا ہے خاوند یا بیوی سے زندگی نہیں بنے گی، یہ مجلسی گفتگو بن جائے، دکانوں، کارخانوں سونا، چاندی، حاکموں سے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے، اس دنیا کے نقشے اپنے مشاہدے کے ہم ڈال رہے ہیں اس کا انکار کرنا ہے اور یہ دیکھنا کہ اس کے پیچھے کیا ہے، اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ بننے والی چیزوں کی زندگی بنادے اللہ تعالیٰ سے ثابت کرو اور جو آنکھ دیکھتی ہے اس کا انکار کرو، یہ دعوت کا عمل سو فیصد چلانا ہوگا ۔یا دعوت دے یا سنے جو مشاہدات میں ان کی تردید کرے۔

دوسرے پھر چلے گی تعلیم، اپنے محلوں اور اپنی مسجدوں میں دعوت اور تعلیم کا ماحول بناؤ، ہر آدمی اپنی جان سے حصہ لیتا ہے، کھانے، پینے اور فرش و فروش میں جو لگتا ہے اس کو لگاؤ، اگر ان اعمال میں عورتوں اور لڑکیوں میں اعمال چل جائیں، مردوں کا مسجدوں میں ماحول بن جائے جو وقت کے وہ سجدوں میں لگا دیں، عورتیں کوشش کریں کہ بازار کے اندر مرد کو زیادہ نہ جانے دیں، بیٹوں کو بازار میں تھوڑا بھیجا جائے، چھ گھنٹے سونے، دو گھنٹے متفرق ضروریات، آٹھ گھنٹے مسجدوں کے ماحول کے لئے مل جائیں، اگر گھر گھر یہ ماحول چل جائے تو ہر گھر میں ماحول بن جائے'' (دعوتی بیانات، حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ: ۱۵۶/۸-۱۵۷)